Part - 7

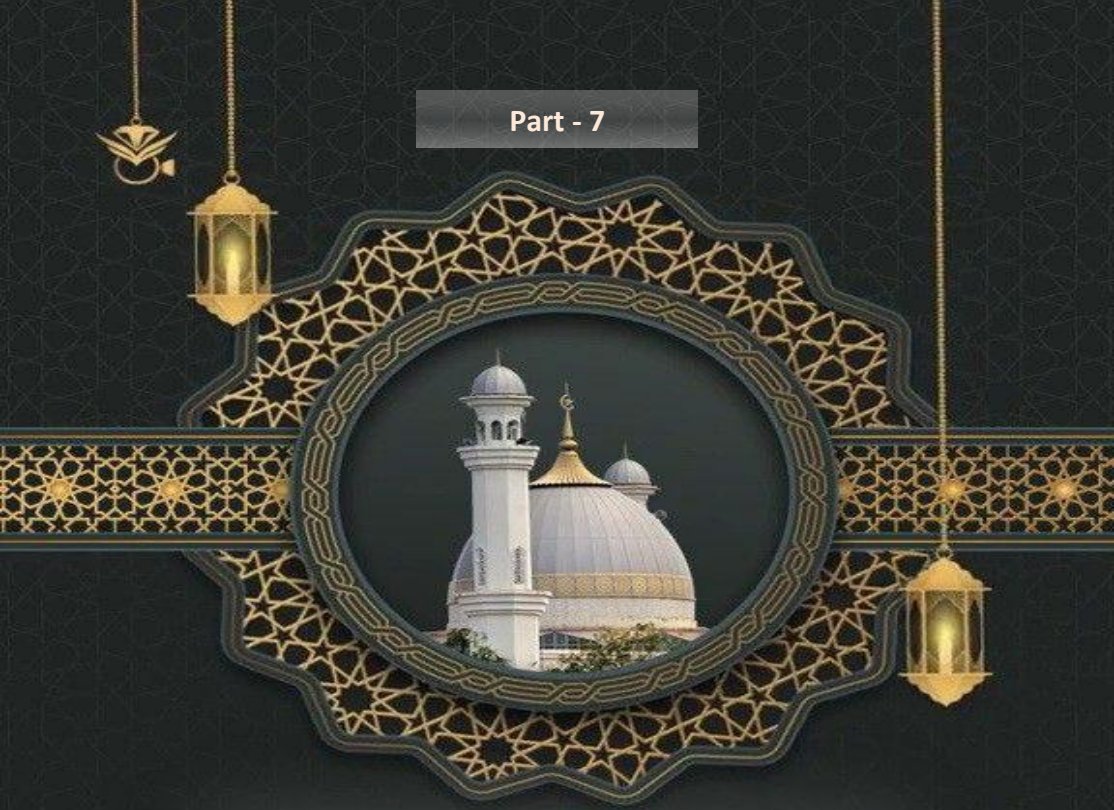

خطبات ارشدی

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (whatsapp only)

فہرست

امن کا پیغام مختلف بڑے مذاہب کی روشنی میں 2

دینِ اسلام کی چند امتیازی خصوصیات 95

علم اور علماء کی اہمیت وفضیلت 179

محمد ﷺ کے اکیس معجزات اور نبوت کی دلیلیں .. 231

امن کا پیغام مختلف بڑے مذاہب کی روشنی میں

عناصرِ خطبہ:

ابتدائی کلمات: دینِ اسلام اور سوامی شنکر اچاریہ

امن وسلامتی کا ذکر دنیا کے بڑے مذاہب میں

قیامِ امن میں اسلام کا کردار:

امن کی دو قسمیں :

1: شخصی اور ذاتی امن اور اس کے ذرائع :

1: توحید کا اقرار

دیگر مذہبی کتابوں میں ایک اور تنہا معبود کا تصور اور لفظ اللہ کا ثبوت

اللہ تعالی کی صفات اور اس کا مختصر تعارف

2: رسالتِ محمدیہ کی تصدیق:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لیے نبی اور رسول ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ دیگر مذہبی کتابوں میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور سائنسدان

3: تصورِ آخرت ذاتی امن کا ایک اہم ذریعہ

2: معاشرتی امن:

دنیا میں امن وسکون کے فقدان کی وجوہات:

1: پردے کے سسٹم کا عدم نفاذ

2: سودی نظام کا پروان چڑھنا

3۔ شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال

4، 5۔ ناانصافی، انسانی حقوق کی پامالی اور دہشت گردی

اختتامی کلمات اور حاضرین کو دینِ اسلام کی طرف دعوت

ابتدائی کلمات: دینِ اسلام اور سوامی شنکر اچاریہ

ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے جناب سوامی سری لکشمی شنکر اچاریہ جی سے بہت ساری باتیں سنی ہیں۔ ہمیں اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ سوامی جی نے قرآن مجید اور احادیث کا مطالعہ کیا ہے، جناب کی تقریر میں جو کچھ نکات میں نے پائے ہیں ان سے مجھے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یاد آ گئے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک یہودی تھے اور جب تک عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نہیں ملے تھے اس وقت تک عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو اسلام اور محمد ﷺ سے متعلق بڑی غلط فہمیاں تھیں لیکن جب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے ملے اور نبی اکرم ﷺ کو پہلی بار دیکھا تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو کہ یہودیوں کے سردار اور مذہبی رہنما بھی تھے فوراً بول اٹھے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو

سکتا اور انہوں نے فوراً کلمہ پڑھ لیا" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔"

بالکل اسی طریقہ سے سوامی جی بھی ایک ریسرچ کے راستہ پر لگے ہوئے ہیں، پہلے انہوں نے چند غلط فہمیوں کی وجہ سے ایک کتاب لکھی تھی اور اس کتاب میں انہوں نے یہ بتایا تھا کہ اسلام ایک دہشت گردی کی ذہنیت رکھنے والا مذہب ہے، جیسا کہ آج ساری دنیا میں یہ پروپیگنڈہ مشہور ہے اور شاید اسی Propaganda سے متاثر ہو کر انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اسلام دہشت گردی پھیلاتا ہے لیکن جیسے ہی انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا اور نبی اکرم ﷺ پر اترا (نازل) ہوا قرآن مجید اور صحیح احادیث کا مطالعہ کیا، یعنی اسلام کے جو اصل نصوص Scripture ہیں ان کا مطالعہ کیا تو انہوں نے پھر سے دوبارہ یہ کتاب لکھی کہ "اسلام آتنگ یا آدرش"، اس کتاب میں انہوں نے ان چوبیس 24

آیتوں کا جواب دیا جن کے متعلق اس دنیا میں یہ واویلا مچایا جارہا ہے کہ یہ 24 آیتیں جن سے دہشت گردی کی بو آرہی ہے قرآن مجید سے انہیں نکال دیا جائے، سوامی جی نے ان آیات کے بارے میں کہا کہ انہیں الگ نہیں بلکہ سابق اور لاحق Contest کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور ان آیات کے نازل ہوتے وقت جو زمانہ کے حالات تھے اس کے سیاق میں ان آیات کو پڑھنا چاہیے۔ ان آیات سے متعلق غلط فہمیوں کا جواب دیتے ہوئے سوامی جی ان تاثرات پر پہونچے ہیں کہ دراصل یہ آیتیں آتنگ واد مٹانے کے لیے ہیں نا کہ آتنگ واد پھیلانے کے لیے ہیں، یہ سوامی جی کی باتوں کا خلاصہ تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا یا اخباروں یا میڈیا کو دیکھا تو انہیں اسلام کے بارے میں غلط فہمی ہوگئی لیکن جب انہوں نے قرآن مجید اور صحیح احادیث کا مطالعہ کیا یا اسلام کے اصل نصوص Scripture کو انہوں

نے پڑھا تو یہ غلط فہمی اس حد تک دور ہوئی کہ آپ نے اس کے متعلق باقاعدہ کتاب ہی لکھ دی۔

اس بات پر ہم سوامی جی کی خدمت میں مبارک بادی اور احترام کے جذبات پیش کرتے ہیں، نیز ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ جس طرح سوامی جی نے کِیا اسی طرح ہندوستان کے سارے ہندو بھائی اور بہن اسلام کو قرآن مجید اور صحیح احادیث کے ذریعہ سے سمجھنا اور پڑھنا شروع کر دیں گے تو وہ دن دور نہیں کہ ان شاء اللہ! سب لوگ اسلام قبول کرنے لگیں گے اور اسلام کے تعلق سے کوئی بھی نفرت ان کے دل میں نہیں رہے گی، ان شاء اللہ!۔

اور یہ کتنی بڑی بات ہے کہ آج کے دَور میں یا پچھلے کسی دَور میں بھی ایک انسان ایک مرتبہ غلطی کر دیتا ہے لیکن اس غلطی کو قبول کرتے ہوئے علی الاعلان اسے درست کر لینا بہت بڑی بات ہے اور ہر ایک کے بَس کی بات نہیں ہے۔ ہم

نے ہمارے استاذ سے سوال کیا تھا کہ انسان مہان کب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا تھا کہ جب انسان میں یہ Capacity آجائے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرلے اور اس غلطی کو سدھار لے تو وہ اس وقت مہان اور عظیم بن جاتا ہے۔

اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی انسان غلط فہمی میں آکر کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے تو وہ بجائے اپنی غلطی کو تسلیم کرلے یا اسے درست کرلے اس غلطی کو نبھانے اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اپنی پوری زندگی لگا دیتا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ کہیں اس کی عزت نہ چلی جائے، جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: " قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (سورۃ آل عمران: 26) "ترجمہ: آپ کہہ دیجیے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس

سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔ عزت اور ذلت دینے والا صرف ایک ہی ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

سوامی جی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اتنی بڑی سوچ دی کہ انہوں نے اپنی بڑی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ دنیا بھر کے میڈیا کے وہ گوشے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لکھ رہے ہیں اور شائع کَر رہے ہیں اگر وہ بھی اسی طریقہ سے مَہان بن جائیں تو پھر ان شاء اللہ دہشت گردی کا دنیا میں بہت جلد خاتمہ ہو جائے گا۔

میں سوامی جی کی خدمت میں بڑی عزت اور بہت احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے راستے پر ہیں جو یہودیوں کے سردار تھے اور انہوں نے جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا (یعنی نبی

اکرم ﷺ کی سیرت اور ان کے اخلاق کو دیکھا) تو انہوں نے اسلام قبول کَر لیا، سوامی جی بھی اسی راستہ پر ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اس سچے دین و دھرم پر لائے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔

بہر حال جس موضوع پر بات کرنے کے لیے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ " امن کا پیغام عالمی بڑے مذاہب کی روشنی میں " ہے۔ اب ہم اس موضوع کی طرف چلتے ہیں۔ کئی لوگوں نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ہر مذہب میں کیا امن کی تعلیم ہے؟ کیا آپ اس بارے میں بیان دینے جارہے ہیں؟ میں نے کہا " بے شک۔۔!"، لوگوں نے کہا کہ آپ یہ سب کیسے ثابت کریں گے؟ اور کس طرح آپ یہ چیز لوگوں کو بتلائیں گے؟ اس سوال کے جواب میں آپ کو میں

ایک قاعدہ بتلاتا ہوں کہ کسی بھی مذہب کے بارے میں آپ اگر معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں یا پھر اس مذہب کو پرکھنا چاہتے ہیں تو اس مذہب کے ماننے والوں کو نہ دیکھا جائے بلکہ اس مذہب کی جو کتابیں ہیں ان کتابوں کو رکھ کر فیصلہ کیا جائے، کیونکہ کئی مرتبہ ایسا ہوتا آرہا ہے کہ بہت سارے مذاہب کو ماننے والے اور کسی خاص مذہب پر چلنے والے Followersایسے ہوتے جو خود اپنے مذہب کو صحیح طریقہ سے فالو نہیں کرتے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مذہب کے فالورس Followers کو خود اپنے مذہب کی کتابوں کے نہ نام معلوم ہوتے ہیں اور نہ کتابوں کا پیغام معلوم ہوتا ہے، اسی لیے کسی بھی مذہب کو پڑھنے کے لیے سب سے بہترین طریقہ یہ نہیں ہے کہ اس مذہب کے ماننے والوں کو دیکھا جائے بلکہ اس مذہب کی کتابوں اور اس کے اصل نصوص Scripture کو پڑھا اور سمجھا جائے۔ جیسا کہ سوامی جی نے

اس اصول پر عمل کیا ہے، جب انہوں نے قرآن مجید، صحیح احادیث اور نبی اکرم ﷺ کی پاک سیرت کو پڑھا تو انہوں نے ایک حق بات کا اعلان کیا، بالکل اسی طریقہ سے اسلام کے بارے میں ہر کوئی اسی تاثر پر پہونچے گا اگر وہ اسلام کو اس کے اصل نصوص Scripture سے معلوم کرے گا۔۔۔!

امن وسلامتی کا ذکر دنیا کے بڑے مذاہب میں:

سب سے پہلے اگر ہم ہندو مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہندو مذہب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ویدوں کا خلاصہ کیا ہے؟ تو ہندو پنڈت صاحب بتلا سکتے ہیں کہ " سرو جنو سُکھی نو بھونتو "یعنی ساری کی ساری جَنتا لوگو! تم سُکھ (امن ، محبت) کے ساتھ رہو"، یہ سارے ویدوں کا خلاصہ ہے۔ اور جیسا کہ سوامی جی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ " اوم شانتی شانتی شانتی "یعنی شانتی کا لفظ ہر جگہ پر ملے گا، ہندوؤں

کے عقائد میں اور ان کی بول چال میں یہ شانتی کا لفظ ہمیں کئی بار مِلتا ہے۔ اسی طرح تقریباہر مذہب میں شانتی کا پیغام ہمیں مِلتا ہے۔

اگر ہم بُدھ مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے اور خاص کر "اُنگول ترا نکایا" جو کہ ایک بدھ مذہب کی مشہور اور معروف اور بڑی کتاب ہے، اس کتاب کا اگر ہم مطالعہ کریں گے تو اس کتاب کے ورس نمبر 322 میں ہمیں امن و شانتی اور Peace کا لفظ ملتا ہے۔

اسی طریقہ سے اگر ہم گرو گرنتھ کا مطالعہ کرتے ہیں جو سِکّھوں کی مذہبی کتاب ہے تو اس کتاب میں بھی تقریبا30 مرتبہ امن وشانتی اور Peace کا لفظ مِلتا ہے۔

اور اگر ہم یہودیوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں اور ان کے تصور Concept کا مطالعہ کریں گے تو ایک لفظ " شلوم " ہمیں مِلتا ہے، اس لفظ کا مطلب " سلام " ہوتا ہے یعنی

سلامتی اور امن و شانتی اور Peace، یہ لفظ ہمیں یہودیوں کی مذہبی کتابوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں دونوں میں مِلتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا کے سارے مذہبی کتابوں میں امن کا پیغام پایا جاتا ہے، اور تمام مذاہب میں امن اور سلامتی کی طرف بلایا گیا ہے۔

قیامِ امن میں اسلام کا کردار:

اسلام نہ صرف امن کا پیغام دیتا ہے بلکہ اس امن کو قائم کرنے کا تفصیلی Detail طریقہ بھی بتلاتا ہے، یعنی اسلام کی بنیاد خود امن کی تعلیم ہے، لیکن ساتھ ساتھ اس امن کو کیسے قائم کیا جاتا ہے؟ Peace کو کیسے Establish کیا جاتا ہے؟ اس سے متعلق تفصیلی معلومات ملتی ہیں۔

ایک اور نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید اور صحیح احادیث نیز نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کو سمجھنا ہی اسلام ہے، اس اسلام میں امن سے متعلق صرف تصورات یا نظریات ہی نہیں ہیں بلکہ ایسا امن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قائم کر کے بھی بتلایا ہے۔

کیا اسلام صرف ایسے دعوے کر رہا ہے جو عملا ممکن نہیں ہے؟ ایسا ہر گز بھی نہیں ہے بلکہ ایک زمانے میں ان تعلیمات کو عمل کی صورت میں بھی آزمایا گیا ہے۔ میں ابھی آپ کے سامنے اس بات کی کچھ وضاحت کروں گا، کیونکہ میں ایک مسلمان ہوں اور میری یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کو تفصیل سے بتلاؤں کہ اسلام میں امن وشانتی اور Peace کا تصور کیا ہے؟ ان شاء اللہ!

نبی اکرم ﷺ جس علاقہ میں بھیجے گئے تھے وہ مکہ ہے، جو کہ سعودی عرب میں ہے، اور آپ کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ مکہ میں آئے اس وقت مکہ شہر میں عرب کے شریر اور فسادی لوگ موجود تھے، یہاں تک کہ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکہ Encyclopedia of Britannica کے مطابق کہ "The alexander the great passed by them" " سکندر اعظم کا گذر ان مکہ والوں کی طرف سے ہوا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ یہاں پر بھی حکومت کر لیتے تو اچھا ہوتا جب کہ آپ پوری دنیا پر حکومت کرتے آرہے ہو، اس وقت سکندر اعظم نے کہا کہ "Garbage of Community" یہ قوم معاشرے کے کچرا لوگ ہیں، ایسی قوم جو خود اپنے بھائی کا قتل کرتی ہے اور ان کے دماغوں میں صرف فساد بھرا ہوا ہے میں ایسے لوگوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔ اسی عرب کے دائیں اور

بائیں جانب دو بڑی حکومتیں اور طاقتیں پائی جاتی تھیں، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ

"The most civilized countries on the face of the earth at that time "

یعنی اس وقت اس زمانہ کے لحاظ سے روئے زمین پر سب سے زیادہ متمدن، تہذیب یافتہ اور اڈوانس لوگ دو حکومتیں تھیں، ایک فارس دوسری روم، لیکن انہیں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ وہ عرب پر حکومت کریں، کیونکہ ان کے بارے میں لوگوں نے یہ طئے کر لیا تھا کہ یہ " Garbage of Community " ہے گویا کہ پورے انسانوں کا یہاں پر کچرا جمع ہو گیا ہے، انہیں سدھارنا بہت مشکل ہے، انہیں کوئی انسان کوئی حکومت اور کوئی تہذیب سدھار ہی نہیں سکتی، ایسی جگہ پر اور ایسی قوم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم

ﷺ جیسی ہستی کو نبی بنا کر مبعوث کیا، جس کے بارے میں شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ۔

اتر کر حرِا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

یعنی نبی اکرم ﷺ غارِ حرا سے اتر کر مکہ والوں کے پاس آئے، ساتھ میں ایک مقدس کتاب قرآن مجید لے کر آئے۔۔۔ پھر شاعر کہتا ہے۔

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

نبی اکرم ﷺ کے اخلاق اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے کوئی بھی محروم نہیں رہے نہ سمندر کے پاس رہنے والے نہ صحراء میں رہنے والے، جہاں جہاں پر نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پہونچی وہاں وہاں پر صرف امن و امان ہی قائم ہو گیا۔ شاعر نے کہا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ہم کہتے ہیں کہ صرف عرب کی زمین ہی نہیں بلکہ سارے عالم اور ساری دنیا کی زمین جس نے ہلا دی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی شخصیت ہے۔

ان عرب کے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ نے بالکل ہی تبدیل کر دیا، وہ فسادی، بدمعاش اور شریر لوگ بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا لقب پائے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں نہ صرف پیغامِ امن دیا بلکہ اسے قائم کر کے بھی بتلایا۔ مثال کے طور پر آپ کوئی مشین جیسے واشنگ مشین یا گرینڈر اپنے گھر لاتے ہیں اور اگر آپ اس مشین کو چلا نہیں سکتے ہیں تو پھر اسے استعمال نہیں کر سکتے، وہ مشین گھر لا کر کوئی فائدہ نہیں ہے، اسی طریقہ سے اگر آپ کے سامنے امن کا پیغام موجود ہو اور اسے کس طرح پھیلانا ہے اور کس طرح اسے

نافذ کرنا ہے وہ بھی معلوم ہو اور آپ کے پاس ایک مثال بھی موجود ہو کہ امن فلاں زمانہ میں اسی طریقہ سے قائم ہو چکا تھا تو پھر آپ کو مزید اور کیا چاہیے؟ آپ کے لیے اس امن کی تعلیمات پر عمل درآمد ہونا یا ان کا Apply کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی

جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

یعنی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اسلام سے پہلے خود گمراہ تھے، نہ دین معلوم تھا نہ دنیا معلوم تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد اوروں کو راہ دکھانے والے بن گئے اور جو اپنے اخلاق و کردار سے مردہ تھے انہیں نبی اکرم ﷺ نے اس دین کے ذریعہ ایسا کر دیا کہ وہ نہ صرف خود زندہ ہوئے بلکہ دوسروں کو زندگی دینے والے بن گئے۔

سادہ سی منطق Simple logic ہے کہ ایک گروہ جو زمانے بھر میں اپنی شر انگیزیوں اور فسادی طبیعت میں مشہور تھا اسی گروہ پر جب قرآن و صحیح احادیث کا صحیح منہج و طریقہ apply کیا گیا تو وہ اس جگہ کے سب سے بہترین لوگ بن گئے، حالانکہ اس زمانہ کے لوگ ان کے متعلق یہ کہتے تھے کہ انہیں نہیں سمجھا جا سکتا، انہیں ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کیا جا سکتا، ان کی دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی، ان کی زندگی سے فساد ختم نہیں ہو سکتا، لیکن نبی اکرم ﷺ ان لوگوں میں آئے اور اس قدر مشکل مقام پر آپ نے قرآن مجید اور امن کے پیغام کو پھیلا کر وہاں سے دہشت گردی کو ختم کر دیا۔

اس کا مطلب یہ نکلا کہ اگر ایک مرتبہ کوئی چیز عملا بتلادی جائے تو پھر دوبارہ اسے کرنے میں مشکل نہیں ہو گی، یہ سادہ سی منطق Simple logic ہے، مطلب یہ ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے نہ صرف زبانی طور پر کہا بلکہ عملاً کر کے بھی بتلایا ہے۔ جب ایسا امن قائم کرنا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے تو قیامت تک آنے والے جتنے بھی حالات و مواقع ہیں ان میں بھی امن پھیلایا جاسکتا ہے، قیامت تک جتنے بھی مواقع متقاضی ہوں گے اگر وہاں پر دہشت گردی پائی جارہی ہے تو قرآن مجید اور صحیح احادیث کا طریقہ لاگو کیا جائے دہشت گردی کا سرے سے خاتمہ ممکن ہو جائے گا، ان شاء اللہ!۔

امن کی دو قسمیں :

میں نے میرے موضوع کی وضاحت کے لیے امن و شانتی اور Peace کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے:

1: ایک ذاتی امن (Individual peace)

2: دوسرا معاشرتی امن (societal peace)

Individual peace and societal peace are interconnected concepts that play crucial roles in fostering a harmonious and prosperous society.

دوسرے الفاظ میں "مناشانتی " Inner peace یعنی ایک انسان کا ذاتی امن ، تو دوسرا " خارجی امن " External peace بھی کہا جاسکتا ہے۔

اگر ایک انسان کو معاشرتی امن حاصل ہے لیکن اس انسان میں خود ذاتی امن وشانتی اور Peace نہیں ہے تو وہ انسان نامکمل امن کے ساتھ ہے، اور اگر ایک انسان ذاتی طور پر امن وشانتی اور Peace والا ہے لیکن معاشرے میں اسے امن میسر نہیں ہے تو تب بھی وہ نامکمل امن

Incomplete peace کے ساتھ رہ رہا ہے۔ اسی لیے ایک انسان کو ذاتی طور پر بھی پُر امن ہونا چاہیے اور اس کا معاشرہ بھی امن وشانتی Peace والا ہونا چاہیے۔

1: شخصی اور ذاتی امن اور اس کے ذرائع :

امن وشانتی اور Peace کی ابتدا انسان کی اپنی ذات سے ہوتی ہے، اس کی ذات کے بعد اس کے گھر والے امن میں رہتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کے پڑوسی امن میں رہتے ہیں، پھر اس کے بعد محلے والے امن میں رہتے ہیں، پھر اس کے گاؤں والے، پھر اس کے بعد اس کے شہر والے، پھر اس کے بعد پورا ملک امن والا بن جاتا ہے اور ایسا ہوتے ہوتے ساری دنیا میں امن پھیل جاتا ہے۔

اس کا سادہ سا مطلب یہ نِکلا کہ سب سے پہلے انسان کو خود پُر امن ہونا چاہیے، ہم اگر نظریات کو قولا و عملا مان لیتے

ہیں تو پھر دنیا میں امن قائم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی تصور کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایک انسان کو تین چیزوں کے ذریعہ ذاتی امن Inner peace حاصل ہو سکتا ہے:

1: توحید کا اقرار

2: رسالت کی تصدیق

3: عقیدۂ آخرت

1: توحید کا اقرار: سب سے پہلی چیز توحید ہے جو حصولِ امن کا ایک بنیادی ذریعہ ہے، یعنی ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ماننا۔ اگر ایک انسان یہ سمجھے گا کہ اس کے کئی خدا ہیں، اسے پیدا کرنے والے کئی خدا ہیں تو اس کا دماغی امن Mental peace غارت ہو جائے گا۔

یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ ساری انسانیت اور کائنات کو پیدا کرنے والا اور پالنہار صرف اور صرف ایک ہی ہو سکتا ہے، ایک سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے، اس کی سادہ سی منطق Simple logic قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے کہ کیسے ایک انسان کو دماغی امن Mental peace ملتا ہے؟ سورہ زمر سورہ نمبر 39 کی آیت نمبر 29 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ:"ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ " "ترجمہ: اللہ تعالیٰ مثال بیان فرمارہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں، اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ سمجھتے نہیں"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مثال پیش کی ہے اور کہا کہ مان لو کہ ایک انسان ہے اس کے کئی اونر یعنی مالک ہیں، اور دوسرا انسان وہ ہے جس کا صرف ایک آقا یا مالک یا اونر ہے، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ساری انسانیت سے سوال کیا ہے کہ " هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا " کیا دونوں امن وشانتی اور Peace میں ایک ہوسکتے ہیں؟ کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟

ایک غلام ہے اور اس کے کئی آقا یا مالک ہیں تو اس سے کبھی ایک مالک ایک کام کے لیے بولے گا، کبھی کوئی دوسرا مالک دوسرے کام کے لیے بولے گا، ایک بولے گا کہ تو آرام کر تو دوسرا بولے گا کہ کام کر۔۔! وہ ہمیشہ پریشان ہو گا۔ لیکن اس نوکر کے مخالف ایک اور نوکر ہے جس کا ایک ہی آقا ہے، وہ اس ایک ہی آقا کا کہنا مانے گا اور اس نوکر کی زندگی میں امن وسلامتی بھی رہے گی۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ:"الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ"ساری

تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔

بالکل اسی طریقہ سے کوئی انسان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میرے کئی خدا ہیں، میرے کئی خالق Creator ہیں تو ایسی صورت میں اس انسان کو ایک ساتھ کئی خالق Creator کو خوش رکھنے کے لیے بڑی آؤ بھگت کرنی پڑے گی، نتیجہ میں اس انسان کا دماغی امن Mental peace تباہ ہو سکتا ہے اور وہ آدمی مشکل میں پڑ سکتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس نکتہ کو اور اچھے انداز میں سمجھایا ہے، سورہ یوسف سورہ نمبر 12 کی آیت نمبر 39 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ "

"ترجمہ: اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟"۔

مصیبت ٹالنے کے لیے ایک خدا، بیماری کو شفا میں بدلنے کے لیے ایک خدا، پانی برسانے کے لیے ایک خدا اور ہمدردی کرنے کے لیے ایک الگ خدا، اس طرح اگر تم ہر ایک کام کے لیے الگ الگ خدا بناتے ہوئے چلے جاؤ گے تو کیا تمہیں یہ الگ الگ خدا اچھے نظر آتے ہیں یا پھر ایک وہ خدا جو ان تمام خداؤں سے کہیں زیادہ طاقت رکھتا ہے؟ جو بہت ہی طاقتور Power full ہے، کیونکہ ایک انسان پر ایک ہی وقت پر کئی مصائب آتی ہیں، ایک ہی وقت پر اس کو سارے خداؤں اور سارے خالق Creator کا خیال رکھتے ہوئے بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے، یعنی ایک انسان کو اپنے دماغی امن Mental peace کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ ہم سب کا خالق Creator پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 22 میں ارشاد فرماتا ہے کہ: " لَوْ

كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ""اگر آسمان وزمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں"۔

انسان کا دماغی امن Mental peace بلکہ ساری کائنات کا امن اس کی شانتی اور Peace ختم ہو جائے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ "اگر اس آسمان اور زمین (کائنات) میں کئی خدا ہوتے تو ان خداؤں کے بیچ فساد برپا ہو جاتا اور یہ زمین اور آسمان تہس نہس ہو جاتے،"۔ شاعر بھی کہتا ہے کہ

اگر دو خدا ہوتے سنسار میں تو دونوں بلا ہوتے سنسار میں

خطرناک ہوتا زمانے کا رنگ ہُوا کرتی ہر روز دونوں میں جنگ

اِدھر ایک کہتا کہ میری سنو اُدھر ایک کہتا میاں چپ رہو!

اِدھر ایک کہتا کہ بارش رہے اُدھر ایک کہتا کہ گرمی رہے

مطلب یہ ہے کہ اگر دو یا اس سے زائد الگ الگ خدا ہوتے تو کائنات میں جو امن و شانتی اور Peace آپ دیکھ رہے ہیں کہ سو بلین گیالگسیز Galaxies اپنی رفتار کے ساتھ کائنات میں موجود ہیں یہ امن وشانتی اور Peace کبھی کا ختم ہو چکی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ ان سب کو چلانے والا ایک ہی ہے، توحید کائنات کا امن بھی ہے اور انسان کے ذاتی امن اور دماغی امن Mental peace کے لیے بھی یہ توحید بے حد ضروری ہے، امن وشانتی اور Peace کے لیے ضروری ہے کہ انسان توحید پر رواں دواں رہے۔

یعنی "ہم سب کو پیدا کرنے والا ایک ہے" اس تصور کو ماننا بے حد ضروری ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں

سورہ مومنون سورہ نمبر 23 کی آیت نمبر 91 میں ارشاد فرمایا ہے:" مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَـٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَـٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ "" ترجمہ: نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے"۔

اس ساری کائنات کو امن والا بنانے کے لیے اور انسان میں مناشانتی قائم ہونے کے لیے ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کا خالق Creator ہے ماننا بے حد ضروری ہے، مطلب یہ نکلا کہ اگر انسان دماغی امن Mental peace چاہتا ہے تو اس میں ایک اللہ کو ماننا بے حد ضروری ہے۔

دیگر مذہبی کتابوں میں ایک اور تنہا معبود کا تصور اور لفظ اللہ کا ثبوت :

ایک خدا کے متعلق اگر ہم سارے مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو تمام مذاہب میں امن و شانتی اور Peace قائم رکھنے کے لیے ایک ہی خدا کو ماننے کا پیغام ہمیں ملتا ہے۔

مثال کے طور پر ہم ہندو مذہب کی کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں، رگ وید کتاب نمبر 1 ہِم نمبر 164 ورس نمبر 46، اسی طریقہ سے یجر وید بک نمبر 30 کی ورس نمبر 3 میں، پھر یجر وید چیپٹر نمبر 40 اور ورس نمبر 8 اور 9 میں ہے " اندھنتما پروی شَنتِی اسم بھوتی مُباستے۔ تتو بھویا ہیوتے تمویا اُسم بھو ترَتا۔ تتّیسا پرتیما آستی ۔ایکم ست ویپرا بہودا ودانتی، ایکم برھم دِتیا ناستی، نے نا ناستے کِنچَن " یعنی کہ دنیا بھر کی ہندو مت کی کتابیں کہہ رہی ہیں کہ ہم سب کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ وہ ایک ہی

ہے، ایک سے بڑھ کر ہو ہی نہیں سکتا، عقل مند لوگ پیدا کرنے والے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی خدا ہے،

ہندومت کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ حقیقی خدا کو چھوڑ کر آسمان، زمین، ہوا، پانی یا دیگر مخلوقات کی عبادت کرتے ہیں، وہ گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اور جو اپنے ہی ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں، جیسے بتوں یا مجسموں کی پوجا کرتے ہیں، وہ اس سے بھی زیادہ گمراہی میں ہیں۔

نوٹ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ"

ترجمہ: "یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جنہیں وہ پکارتے ہیں، وہ باطل ہیں، اور بے شک اللہ ہی بلند و برتر ہے۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقی معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور اس کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے، وہ باطل ہیں۔

لہٰذا، انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے اور شرک سے بچنے کی کوشش کرے، کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ انسان کو اندھیروں میں مبتلا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اپنی طرف سے کسی کو بھی معبود خود سے بنا لیا تو دنیا کی ساری مذہبی کتابیں اسے قبول نہیں کرتی ہیں، بلکہ یہ کہا کہ سب کا پالنے والا اور سب کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔

اسی طریقہ سے اگر ہم گرو گرنتھ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سِکّھوں کا جو مول منتر ہے اس کا جو پہلا ہی مول منتر ہے اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ "اک اوم کارا" "ہم سب کا پیدا کرنے والا وہ ایک ہی ہے"، سِکھ مذہب میں بھی ایک ہی خدا یا خالق Creator کا تصور پایا جاتا ہے۔

اور اگر ہم عیسائیت کی طرف جائیں تو بائبل میں ڈیوٹرانومی Deuteronomy کے چیپٹر نمبر 6 کے ورس نمبر 4 میں یہ بتلایا گیا ہے کہ " اے ازرائیل کے لوگو سن لو! ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے، " اسی طریقہ سے بائبل میں گسپل آف مارک Gospel of Mark چیپٹر نمبر 12 کی ورس نمبر 29 میں ہے کہ "اے بنی اسرائیل کے لوگو سن لو! ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے"۔

یہ ایک اور تنہا معبود کون ہے؟ وہ اللہ تعالی ہے، لفظ اللہ کا ثبوت دیگر مذہبی کتابوں میں بھی ملتا ہے، عیسائیوں کی

مذہبی کتابوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا لفظ اس طرح ہے " اللائے اللائے "۔ اسی طریقہ سے آپ اگر پڑھتے ہیں رگ وید بک نمبر 9 اور اس کی ہم نمبر 67 اور اس کی ورس نمبر 30 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا لفظ " الوہم " آیا ہے، اور اسی طریقہ سے اگر آپ گرو گرنتھ پڑھتے ہیں تو ہمیں تقریبا 20 مرتبہ اللہ کا لفظ ملتا ہے۔

اللہ تعالی کی صفات اور اس کا مختصر تعارف:

دنیا کے تمام بڑے مذاہب کہتے ہیں کہ ہم سب کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ ایک پیدا کرنے والا کون ہے؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ ہمیں کس نے پیدا کیا؟ اور یہ سوال اٹھتا ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں؟ یہ جو تفاصیل کے ساتھ جوابات ہیں وہ سب کے سب قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

اگر آپ کو جاننا ہے کہ وہ ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کون ہے تو آپ کو قرآن مجید پڑھنا پڑے گا، وہ ایک اکیلا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کیوں ہے؟ دوسرے کیوں نہیں ہیں؟ اس کا بھی جواب قرآن مجید میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ اخلاص سورہ نمبر 112 کی آیت نمبر 1 سے 4 تک ارشاد فرماتا ہے: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2)لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4) " " ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے ۔"

اسی طریقہ سے سورہ طہ سورہ نمبر 20 کی آیت نمبر 14 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: " إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي""

ترجمہ: بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر، اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ"۔

قرآن مجید میں وضاحت Clarity کے ساتھ، ناموں کے ساتھ، صفات کے ساتھ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اعمال کے ساتھ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے کی جانے والی عبادات کے ساتھ، ان تمام تفاصیل کے ساتھ جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تعارف مذکور ہے اس طرح دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو دماغی امن Mental peace کے لیے یہ تلاش کرنا ہے کہ تمام معبودوں کی بجائے ایک ہی برحق معبود ہونا چاہیے، جب انسان یہ حقیقت تلاش کر لیتا ہے تو اس کو سکون اور امن ملتا ہے، اس سے بھی زیادہ سکون امن وشانتی اور Peace اس کو اس وقت ملے گا جب

وہ یہ جان لے گا کہ وہ ایک سچا معبود کون ہے؟ یہ حقیقت جاننے کے بعد اسے اور زیادہ سکون ملتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ وہ ایک ہی ہے اور اس جیسا کوئی بھی نہیں ہے آیت الکرسی میں منطقی باتیں logics پیش کی ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 255 میں مختلف دلائل پیش کیے ہیں، یہ سمجھانے کے لیے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے جو اکیلا تمہارا خالق اور مالک ہے، اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، لہذا تم اسی کی عبادت کرو، اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کئی صفات بتلائی گئی ہیں۔ دنیا کی ساری مذہبی کتابوں میں بہت سے مقامات پر خدا کے ایک ہونے کی تعلیم ملتی ہے لیکن اس ایک کا تعارف بھی معلوم کرنا بے حد ضروری ہے، جس کی مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک انسان یہ کہتا ہے کہ میرا باپ ایک ہی ہے لیکن کون ہے جاننے کی

کوشش نہیں کرتا تو تعجب کی بات ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
" اللَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ " (سورۃ البقرۃ:255)" "ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ

تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالی وہ ہے جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، ایسا کیوں ہے؟ تو اس کا پہلا جواب یا دلیل یا لوجک logic یہ ہے:

1۔ کیونکہ وہ "الحي" زندہ ہے، (ابھی سوامی جی نے کہا تھا کہ اس ایک خدا کا زندہ رہنا بے حد ضروری ہے، اگر وہ مَر جائے گا تو کائنات کو کون سنبھالے گا؟ اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو انسانوں کے آنے سے پہلے بھی رہنا چاہیے اور انسانوں کے آنے کے بعد بھی رہنا چاہیے اور انسانوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی رہنا چاہیے۔) اسی بات کی تاکید کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: " كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ " " زمین پر جو کوئی بھی ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، صرف

تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی"۔

2۔ دوسری لوجک logic یہ بتائی جارہی ہے کہ وہ" الْقَيُّومُ " یعنی وہ اللہ ساری کائنات کو سنبھالنے والا ہونا چاہیے، اگر وہ خود پیدا ہو رہا ہے تو اس کا مطلب کوئی اور ہے جو اس کو سنبھال رہا ہے، اگر اس کی بیوی ہے تو اس کا مطلب اس کو کوئی اور سنبھال رہی ہے، اگر اس کا بچہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی اور کا محتاج ہے، یہ سب کمزوریاں اس کے پاس نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کے پاس کائنات کو قائم کرنے کی طاقت ہونی چاہیے، تب جا کر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے آپ کو سچا اور تنہا رب اور معبود کہہ سکتا ہے، کوئی بھی انسان اچانک اُٹھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ! میں ہی خدا ہوں، انسان یا کوئی بھی ذات والا ایسا نہیں کہہ سکتا۔

جب کہ ہم نے ابھی قریب میں ایسے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ خدا ہیں لیکن ان خداؤں کو امریکہ میں ویزا نہیں ملا تھا، یعنی آپ تصور کیجیے کہ ایک خدا ہے جو ایک ویزے کا محتاج ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی تو "الْقَيُّومُ" ہے جو کائنات کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے، جیسا کہ سوامی جی نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ دنیا میں ایک انسان اپنے آپ کو خدا کہتے پھر رہا ہے، وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالی تو "الْقَيُّومُ " ہونا چاہیے۔

3۔ تیسری لوجک logic بتلائی گئی ہے کہ " لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ" نیند تو دور کی بات ہے اس کو اونگھ بھی نہیں آتی ہے، ایک انسان کو جب یہ معلوم ہو جائے کہ میرا خدا ایسا ہے جس کو نہ نیند کی ضرورت ہے اور نہ اونگھ کی تو وہ کہے گا کہ ہاں ہاں! میرا رب اور معبود ایسے ہی ہونا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مجھے آدھی رات کو اپنے رب کو پکارنے

کی ضرورت پڑ سکے، ایک انسان کو دعا کے لیے یقین کب آئے گا؟ جب اس کے دماغ میں یہ اعتقاد رہے گا کہ میں سو جاتا ہوں لیکن میرا رب نہیں سوتا تو وہ اس وقت اس اعتقاد کے ساتھ دل کھول کر دعا مانگے گا۔

4۔ چوتھی لوجک logic پیش کی گئی ہے کہ "لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ" آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کا ہونا چاہیے، کیونکہ ساری کائنات جب چل رہی ہے اور کوئی مصیبت آپ پر آن پڑتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ! تو مجھے فلاں کی مصیبت سے بچا، اے اللہ سبحانہ وتعالی ! فلاں بادلوں سے، فلاں طوفان سے، فلاں زلزلہ سے مجھے بچا، یہ دعا انسان اس وقت کرے گا جب وہ یہ تصور رکھے گا کہ ان تمام چیزوں کا مالک وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے جسے میں پکار رہا ہوں، اس صورت میں وہ اللہ سبحانہ وتعالی کو پکارے گا تو اسے سکون محسوس ہو گا۔ ہم مسلمان یہ

چاہتے ہیں کہ یہ سکون ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو بھی نصیب ہو اور وہ بھی اس سکون کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

5۔ پانچویں لوجک logic بتلائی گئی کہ "مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِه "وہ ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسا ہونا چاہیے جس کے حکم کے بغیر کوئی پتہ بھی نہیں ہل سکتا، اور اس کے حکم کے بغیر کوئی سفارش بھی نہیں کر سکتا، جب یہ تصور آجائے گا تو اس کے دماغ میں یہ واضح ہو جائے گا کہ کسی کی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس چل نہیں سکتی، اس طریقہ سے مکمل یقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہو جائے گا۔ ہمارا عقیدہ مضبوط ہونا چاہیے، ایسا عقیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ فلاں بچالیں گے، فلاں ہم کو سنبھال لیں گے، فلاں کا بھی کائنات کے چلانے میں دخل ہے، فلاں بابا فلاں شہر پر اپنا سایا کیے ہوئے ہیں، فلاں بابا کے پاس فلاں طاقت ہے، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس کسی کی کچھ

بھی بات نہیں چلنے والی ہے۔ اگر وہ چاہے تو ہی کوئی سفارش کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

6۔ پھر چھٹی لوجک logic بتلائی گئی ہے کہ "يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ" جب آپ اس اللہ سبحانہ و تعالی کو پکار رہے ہیں اور وہ سن ہی نہیں رہا ہے تو آپ کی مصیبت کون دور کرے گا؟ اس لیے معبود اور رب ایسی ذات ہونا چاہیے کہ وہ معبود کچھ بھی ہو چکا ہو سب کچھ جانتا ہو، یا جو ہونے والا ہو یا جو ہو رہا ہو یہ تمام چیزوں کا وہ جاننے والا ہو۔

انسان کے دماغ میں یہ بات رہنا چاہیے کہ میری حالت پہلے کیا تھی؟ وہ میرے رب کو معلوم ہو، ورنہ ہر مرتبہ وہ اپنے رب کو بار بار اپنی کہانی سناتا رہے گا، اس لیے ہمارا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسا ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے ماضی، ہمارے حال اور مستقبل کو خوب اچھی طرح جانتا ہو، اگر ہم ایسے اللہ سبحانہ

وتعالیٰ کو مانیں گے تو یقین جانئے کہ ہمیں دماغی امن Mental peace محسوس ہو گا۔

7۔ ساتویں لوجک logic بتلائی گئی کہ " وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ "وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے علم کو کوئی انسان گھیر نہ سکے اور پہلے ہی نہ جان سکتا ہو، اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت اور اس کا علم ہمارے پاس آجائے گا تو ہم بڑے بن جائیں گے، یعنی وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے علم کو کوئی نہیں جان سکتا ہے، مگر یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہے اپنے علم سے کچھ واقف کراتے ہیں، جیسے کہ یہ قرآن مجید ہے جس کے ذریعہ آخری نبی اکرم ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ بتلا دیا ہے، کیونکہ ہر انسان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ میں اپنے باس (آقا) کو خوش رکھوں تاکہ مصیبت میں وہ میرے کام آئے۔ اسی طریقہ سے اگر آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ

کی چاہت معلوم کرنی ہے تو آپ کو قرآن مجید اور صحیح احادیث کا مطالعہ کرنا پڑے گا، جب ہمیں اپنے رب کی پسند اور ناپسند کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے تو ہمیں اپنے رب کو خوش رکھنے اور امن حاصل کرنے میں بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔

8۔ آٹھویں لوجک logic بتلائی گئی کہ " وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ " اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کرسی زمین اور آسمان کو گھیرے ہوئے ہے۔ کئی لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر جگہ ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے دل میں ہے یا اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسجد میں ہے وغیرہ وغیرہ، حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ رب العالمین کی جو کرسی ہے وہ اتنی بڑی اور اتنی بڑی ہے کہ جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں : " ما السمواتُ السبعُ في الكرسيِّ إلا كحَلْقةٍ مُلقاةٍ

بأرضٍ فلاةٍ ، و فضلُ العرشِ على الكرسيِّ كفضلِ تلك الفلاةِ على تلك الحلْقةِ "(السلسلة الصحيحة: 109) "ترجمہ: ساتوں آسمان کرسی کے سامنے صرف ایک ایسی انگوٹھی کی مانند ہیں جو ایک میدان میں رکھی ہوئی ہو اور پھر عرش کی فضیلت اس کرسی پر ایسی ہی ہے جیسے اس میدان کی وسعت وفضیلت اس انگوٹھی پر ہے"۔

اور یہ کائنات کتنی عظیم ہے؟ جس میں 100 بلین گیالگزیز ہیں اورایک گیالگسی کے اندر 200 بلین تارے ہیں پھر 8 پلانیٹ میں ایک زمین ہے جس میں ہم رہتے ہیں، یہ تمام گیالگزیز Galaxies کے سامنے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کرسی اتنی ہی بڑی ہے جتنی ایک بڑا میدان ایک انگوٹھی کے مقابل میں بڑا ہے۔ اس سے یہ پتا چلا کہ اس زمین میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے احاطہ میں لے، جیسا کہ سوامی جی نے بھی کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو

زمین میں کیوں ڈھونڈ رہے ہو؟ جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ "الرَّحْمَـٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ "(سورۃطہ:5)" جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے"۔

رحمن کی ذات عرش پر ہے لیکن اس رحمن کا علم ہر جگہ پر ہے۔ موسی علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کہا کہ " قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ "عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں"، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا"قَالَ لَن تَرَانِي""اے موسی علیہ السلام تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتے "، موسی علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! مجھے آپ کو دیکھنا ہی ہے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ " وَلَـٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا

" لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ "۔(اعراف: 143)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ایک تجلی کو سنبھالنے کی طاقت اس زمین کے پہاڑوں میں نہیں ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین پر آجاتے ہیں، جب میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخلوق یعنی ہمالیہ کے پہاڑ کو دیکھتا ہوں تو اس کی مضبوطی دیکھ کر میں حیران ہو جاتا ہوں، جب اس کی مخلوق اتنی طاقتور ہے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کتنی طاقتور ہو گی؟ اسی لیے میں نے کہا کہ ایک بندے کو سکون اور امن کب حاصل ہو گا؟ جب اسے اپنے خالق Creator کے بارے میں تفصیلی معلومات

حاصل ہوں گی تب اسے سکون حاصل ہو گا، اور رحمٰن کا یہ تفصیلی تعارف آپ کو قرآن مجید سے اور نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث سے حاصل ہو گا۔

مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمارا خالق Creator ایک ہونا چاہیے، اس ایک خالق کا تفصیلی تعارف بھی حاصل ہونا چاہیے اور اس کے بعد اس کے کام، اس کے نام اور اس کی صفات تمام چیزیں واضح ہونی چاہیے، یہ تمام چیزیں آپ کو قرآن مجید اور صحیح احادیث میں ملیں گی، جب یہ معلوم ہو جائے گا تو انسان کو دماغی امن Mental peace حاصل ہو جائے گا، اسی لیے یوسف علیہ السلام نے کہا تھا " : أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ "(سورۃ یوسف:39)"کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟"۔

2:رسالتِ محمدیہ کی تصدیق:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لیے نبی اور رسول ہیں:

ہمارا ایک ہی خالق Creator ہونا چاہیے لیکن سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ کیسا ہو گا؟ ہر ایک انسان اپنی طرف سے اس کی صفات کچھ نہ کچھ تصور کر لے گا اور پھر سے لوگوں کے درمیان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے موضوع پر اختلافات ہو جائیں گے، ان لوگوں کا دماغی امن Mental peace بھی ختم ہو جائے گا، اس نقصان کو ختم کرنے کے لیے خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب Select کر کے اسے اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہے، اور اس رسول کو اپنی پسند ناپسند پر مشتمل تعلیمات بھی عطا کرتا ہے، چنانچہ اس رسول کی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں ہمارے لیے امن کا حصول اور اس کا قیام آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ

نے اس کام کے لیے کئی رسولوں کو بھیجا ہے، ان رسولوں میں سے آخری رسول محمد ﷺ تھے جن پر یہ قرآن مجید نازل ہوا اور اس قرآن کو سمجھنے کے لیے گائیڈ کے طور پر اللہ سبحانہ و تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح احادیث بھی عطا کی ہیں، یعنی کہ نبی اکرم ﷺ پر جو بھی تعلیمات اتاری گئی ہیں ان تعلیمات کو پڑھ کر ان پر عمل کریں گے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تعارف بھی مل جائے گا اور ساتھ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں چاہتے ہیں وہ بھی معلوم ہو جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پیدا کرنے والا زیادہ بہتر جانتا ہے کہ جس کو میں نے بنایا ہے اس کے لیے کیا فائدہ مند ہے اور کیا فائدہ مند نہیں ہے؟ ایک گاڑی بنانے والا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس گاڑی کو پیٹرول کی زیادہ ضرورت ہے یا پانی کی زیادہ ضرورت ہے، اگر وہ گاڑی بنانے والا کہے گا کہ اس گاڑی میں پیٹرول ڈالنا چاہیے تو ہم کو پٹرول ہی ڈالنا پڑے گا۔ اسی طریقہ

سے یہ پوری زمین جہاں سارے انسان رہتے اور بستے ہیں ان کے لیے امن کا گہوارہ بن سکتی ہے لیکن صرف اسی وقت جب کہ اس زمین کو پیدا کرنے والا بتلائے گا کہ تمہیں زمین میں کیسے رہنا ہے؟ اور جب اس رب کی تعلیمات کو لوگ سنیں گے اور ان پر عمل کریں گے، اس صورت میں انہیں دماغی امن Mental peace حاصل ہو جائے گا۔

لہذا اس کا مطلب یہ نِکلا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ساتھ محمد ﷺ کو بھی ماننا ضروری ہے۔ اگر محفل میں کوئی غیر مسلم بھائی ہیں تو ان کے ذہن میں یہ سوال اٹھ رہا ہو گا کہ آپ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحدت اور اس کی ربوبیت کو لوجک (Logic) کے ذریعہ بھی ثابت کر دیا لیکن آپ محمد ﷺ کو کیسے ثابت کریں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان ہی پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے، محمد ﷺ کے بارے

میں نہ صرف قرآن مجید میں ذکر آیا ہے بلکہ دوسری کتابوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ سورہ اعراف سورہ نمبر 7 کی آیت نمبر 158 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:" قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا "" آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں " ۔ یہاں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے "یایھا المسلمون" نہیں کہا کہ "اے مسلمانو! میں تمہارا رسول ہوں،" بلکہ یہ کہا "يَا أَيُّهَا النَّاسُ " " اے لوگو! میں تمہارے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں "۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ کی سیرت پڑھنے کا حق جتنا ایک مسلمان کا ہے اتنا ہی حق ایک غیر مسلم کا بھی ہے، قرآن مجید پڑھنے کا حق جتنا ایک مسلمان کا ہے اتنا ہی حق ایک غیر مسلم کا بھی ہے، ایک غیر مسلم بھی اسے پڑھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش

کرے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ہمارے رسول ہیں اور تمہارے رسول نہیں ہیں کیونکہ محمد ﷺ ساری انسانیت کے لیے رسول ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ دیگر مذہبی کتابوں میں :

نبی اکرم ﷺ کا لفظ دوسری مذہبی کتابوں میں بھی آیا ہوا ہے، مثال کے طور پر آپ اگر اولڈ ٹسٹ منٹ Old Testament پڑھتے ہیں۔ جسے یہودی اپنی مذہبی کتاب مانتے ہیں تو اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ Deuteronomy کے چیپٹر نمبر 18 کی ورس نمبر 18 میں اور اسی طریقہ سے سونگ آف سولومن Song of Solomon کے چیپٹر نمبر 5 کی ورس نمبر 16 میں بھی محمد ﷺ کا نام کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

ازائیل کے ایک قاری ہیں جو اپنی کتاب ایک لحن کی طرح پڑھتے ہیں، ویسے ہی پڑھتے ہیں جیسے کہ شیخ سدیس قرآن مجید پڑھتے ہیں، تو ان کی قرات انٹرنیٹ پر موجود ہے اور جس میں محمد ﷺ کا لفظ صاف طور پر سنا جا سکتا ہے۔

اسی طریقہ سے اگر ہم نیو ٹسٹمنٹ New Testament کا بھی مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمیں پاراکلِٹاس کا لفظ ملتا ہے جسے عربی میں فارقلیط کہا جاتا ہے جس کا معنی ہم کریں گے تو وہ آدمی جس کی خوب تعریف کی جائے۔ اسی طریقہ سے گسپل آف جان Gospel of John کے چیپٹر نمبر 14 کی ورس نمبر 15 اور 17 میں بھی محمد ﷺ کا تذکرہ مِلتا ہے۔

عبد اللہ اڈیار جو کہ پہلے ہندو کے ایک بہت بڑے پجاری تھے، انہوں نے محمد ﷺ پر ایک کتاب لکھی، جیسا کہ سوامی جی نے بھی حق کو قبول کرتے ہوئے اسلامی امن پر

ایک کتاب لکھی، بالکل اسی طرح عبد اللہ اڈیار نے محمد ﷺ کی زندگی پر کتاب لکھی جس کا نام "اسلام جس سے مجھے عشق ہے" ہے، ٹمل زبان میں "نینو اراندھتے اسلام" اس کتاب کا نام ہے، اس کتاب میں جو "بھوش پر اناس" ہیں اس میں مستقبل کی باتیں بتلائی جاتی ہیں لہذا اس پر اناس میں سے پرس نمبر 3، کھنڈ نمبر 3، ادھیائے نمبر 3 اور شکلوا نمبر 3 اور 4 میں بتلایا گیا ہے کہ کل یوگ میں جو آئے گا وہ ایک ٹیچر "استاذ" بن کر آئے گا۔

اور اسی طریقہ سے اگر آپ گرو گرنتھ اس کا صفحہ نمبر 141 اور اس کا ورس نمبر 11 دیکھیں تو محمد ﷺ کا لفظ آج بھی آپ کو کلیئر ملے گا۔(ماضی کا ذکر ہے اس میں)

مطلب یہ ہے کہ آج بھی ساری مذاہب کی کتابوں میں محمد ﷺ کا لفظ پایا جاتا ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ اللہ سبحانہ

و تعالیٰ کی جانب سے بھیجے گئے آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور رسول آنے والا نہیں ہے۔

اگر نبی اکرم ﷺ کوئی طریقہ بتلا دیں تو آپ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزیں معلوم کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے، نتیجہ میں آپ کو الگ الگ انفرادی طور پر یہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر انسان اپنے بارے میں اور اپنے رب کے بارے میں یہ سوچتے ہوئے یا معلوم کرتا ہوا پھرے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ اگر ایسا ہو جائے تو ہر کوئی اپنی اپنی فلاسفی لائے گا۔

کئی لوگوں کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سچائی کو پہاڑوں میں تلاش کیا، بیابانوں میں تلاش کیا، غاروں میں تلاش کیا، جنگلات میں تلاش کیا، آخر کار مجھے سچائی Truth مل گئی۔ جب کہ اس میں اتنی مشکل نہیں ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود آسانی کر دی ہے کہ الگ

الگ جاکر ساری دنیا کی خاک چھاننے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود اپنی طرف سے منتخب کر کے قرآن مجید بھیج چکا ہے تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا ہے سب کو یہ معلوم ہو جائے، یہ تحقیق بہت آسان ہے، مشکل راستہ پر جانے کے بجائے آسان راستہ پر آئیں گے تو انسان کو امن مل جائے گا اور آپ کو اپنا دماغی امن Mental peace مل جائے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور سائنسدان :

آج کے زمانہ میں سائنسدان بھی محمد ﷺ کو رسول ماننے کے لیے تیار ہو چکے ہیں، دنیا کی مذہبی کتابیں تو الگ ہیں لیکن آج کے حق پرست سائنسدان بھی محمد ﷺ کو رسول ماننے کے لیے تیار ہو چکے ہیں، اس کی ایک سادہ سی منطق ہے، ویلم کیت مورے نامی سائنسدان کہتے ہیں " میں مانتا

ہوں کہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے، ایک انسان یہ کتاب نہیں لکھ سکتا"، انہوں نے اپنے دعوے کے لیے پروف کیا دیا ہے؟ انہوں نے پروف اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں آئے تھے اس وقت ڈارک ایجس Dark ages کا زمانہ تھا، اس وقت ناسا کی طرح یا کیمبرج کی طرح یا آکسفورڈ Oxford کی طرح کوئی بھی یونیورسٹی نہیں تھی، سب لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ آئے وہ وقت ڈارک ایجس Dark ages کا تھا، ہر جگہ اندھیرا چھایا ہوا تھا، اور یہ بھی حق ہے کہ نبی اکرم ﷺ اَن پڑھ تھے، آپ کو دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا تھا، آپ کو لکھنا بھی نہیں آتا تھا، اور اس وقت دُور دُور تک تحقیق اور ریسرچ کا کوئی ماحول نہیں تھا، اس وقت کی کتاب میں ایسی باتیں آئی ہیں جیسا کہ ویلم کیت مورے کہتے ہیں کہ سو سے زیادہ اس قرآن مجید میں ایسی آیات ہیں جنہیں

مورڈن سائنس آج بھی سمجھنے سے قاصر ہے، کیونکہ قرآن مجید کی آیات سائنس سے بھی زیادہ اڈوانس ہیں، اُس زمانہ میں قرآن مجید میں ایسی ایسی باتیں بتلائی گئی ہیں کہ جن کی آج مارڈن سائنس تصدیق کرتی ہے، انہیں میں سے چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جن سے آپ کو قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی حقانیت معلوم ہو جائے گی، ان شاء اللہ!۔

مثال کے طور پر سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 30 میں یہ بتلایا گیا ہے کہ " أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ "

"ترجمہ: کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے"۔

اس آیت میں بگ بینگ تھیوری Big bang theory کو بتلایا گیا ہے حالانکہ آج کے کئی سائنس دان بگ بینگ تھیوری Big bang theory کے بارے میں انکشاف کر کے بتلا رہے ہیں، جب کہ آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید میں یہ بات آچکی ہے، الحمد للہ!

ظاہر سی بات ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا لکھے اور کیا بتلائے، اس کا مطلب یہ نکلا کہ محمد ﷺ نے اس قرآن مجید کو اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے وحی کردہ ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ آج کے تمام سائنسدان یہ مانتے ہیں کہ اس کائنات کی تمام چیزیں DNA پر بیسڈ Based ہیں اور یہ DNA پانی پر انحصار کرتا ہے، اس نکتہ کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ انبیاء

سورہ نمبر 21 کی آیت نمبر 30 میں ارشاد فرماتا ہے کہ " وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ " "ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو پانی سے بنایا ہے کیا پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے؟ "۔ دنیا کے تمام سائنسدان کہتے ہیں کہ اس کائنات کی تمام چیزیں ڈی۔این۔اے پر باقی ہیں اور یہ ڈی۔این۔اے اپنی غذا پانی سے بناتا ہے، یہ بات قرآن مجید میں چودہ سو سال پہلے آچکی ہے۔

اسی طریقہ سے سورہ مومنون سورہ نمبر 23 کی آیت نمبر 12، 13 اور 14 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ " وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (12) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (13) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (14) " "یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر

سے پیدا کیا، پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے"۔

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمبریالوجی Embryology کو اتنی باریکی سے تقسیم کیا ہے کہ جسے پڑھ کر آج کے اچھے سے اچھے ڈاکٹر حیران ہو جاتے ہیں، ان آیات میں ماں کے پیٹ میں جو بچہ پروان چڑھتا، Develop ہوتا ہے اس کے سات مراحل بتلائے گئے ہیں، اس بارے میں سائنسدانوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ بچہ کے اس Development کو مہینوں

میں تقسیم کریں تا کہ اس کی اسٹڈی کرنے میں آسانی ہو، لیکن ولیم کیت مورے "The embryology" کتاب میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد ہمارے لیے یہ ایمبریالوجی Embryology کی سمجھ آسان ہو گئی، کیونکہ اس میں چالیس چالیس دن کے جو اسٹیجس مراحل بتلائے گئے ہیں وہ بہت باریکی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ محمد ﷺ اپنی طرف سے یہ تمام باتیں نہیں لکھ سکتے بلکہ یہ تو اس رب العالمین کی طرف سے ہے جو ماں کے پیٹ کے احوال کو انسانوں سے زیادہ جانتا ہے۔

اس سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں، پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ قرآن مجید ایک انسان نہیں لکھ سکتا کیونکہ اس قرآن مجید میں ایسی ایسی چیزیں بیان ہوئی ہیں جنہیں ایک خالق Creator ہی صحیح طریقہ سے بیان کر سکتا ہے، اور ساتھ ساتھ یہ دوسری بات بھی ثابت ہوئی کہ یہ ساری سچی باتیں

بتانے والے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ایک طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ثابت ہوئی تو دوسری طرف رسول محمد ﷺ بھی ثابت ہوگئے۔ انسان کے لیے سکون کی بات یہ ہے کہ ان تمام سچے عقائد کے ذریعہ اسے امن اور دماغی امن Mental peace بھی حاصل ہو جائے گا۔

3: تصورِ آخرت ذاتی امن کا ایک اہم ذریعہ :

انسان کے دماغی امن Mental peace اور سکون کے لیے تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کا آخرت پر ایمان مضبوط ہو جائے، مثال کے طور پر اگر کوئی انسان کوئی گناہ یا دہشت گردی کے کام لوگوں کی نظر کے سامنے نہیں کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگوں سے ڈر رہا ہے کہ کہیں کوئی اس کے خلاف گواہی نہ دے دے، جیسا کہ چور کو یہ معلوم

ہو جائے کہ مجھے کوئی پولیس یا عام انسان دیکھ رہا ہے تو وہ بچ کر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک انسان کے دماغ میں یہ چیز بیٹھ جائے کہ "إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا"(سورۃ النساء:1)"ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے"۔ یا پھر اسی طریقہ سے انسان کے تصور میں یہ بات رہے کہ "فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۔ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ "" ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا"۔ یہ تصور کسی انسان کے دل میں ہو گا تو وہ یہ سوچے گا کہ اگر آج میں کسی بے گناہ انسان کی ہتّیا کر دوں گا اس کا قتل کر دوں گا تو آخرت میں مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پکڑ لے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 32 میں فرمادیا ہے:" مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن

قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ " "ترجمہ: اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے"۔

کسی معصوم کو مارنا حرام قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی انسان کسی معصوم کو بغیر حق کے قتل کر دیتا ہے تو قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا معصوم کو بدلہ دیں گے، اللہ سبحانہ

وتعالیٰ دیکھ رہے ہیں اور اس کا حساب و کتاب ہو رہا ہے، فرشتے نامہ اعمال نوٹ کر رہے ہیں، انسان کی گردن میں ایک طائرہ ہے جس میں سب کچھ نوٹ ہو رہا ہے تو یہ تمام تصورات اس قاتل یا گنہگار کو گناہ کرنے سے روکیں گے، اگر وہ دن میں قانون کی نظر میں آنے کے ڈر کی وجہ سے کچھ نہیں کر پا رہا ہے تو رات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر کے ڈر سے کوئی بھی گناہ کرنے سے اپنے آپ کو بچالے گا، نتیجہ میں انسان خود شانتی والا ہو جاتا ہے۔ انسان ذاتی امن Inner peace میں اس وقت بہت مضبوط ہو جائے گا جب وہ یہ خیال کرے گا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے ہر وقت اور ہر گھڑی دیکھ رہا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کتنی طاقتوں والا ہے؟ اس کا تعارف کیا ہے؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کے کام کیا کیا ہیں؟۔ اس تصور سے اسے دماغی امن Mental peace حاصل ہو گا اور

معاشرتی امن External peace خود بخود قائم ہو جائے گا۔

2:معاشرتی امن:

دنیا میں امن وسکون کے فقدان کی وجوہات:

اسلام ایک انسان کے دماغی امن Mental peace کے بارے میں بھی سوچتا ہے اور اس کے معاشرتی امن External peace کے بارے میں بھی سوچتا ہے، ہم اسلام کی کئی تعلیمات بتلا سکتے ہیں جس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے دنیا کا امن خراب ہو رہا ہے لیکن میں خاص طور سے صرف پانچ چیزوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس دنیا میں خاص طور سے پانچ ایسی چیزیں ہیں جس سے آج امن و شانتی غارت ہو رہی ہے:

1۔ پہلی چیز جس سے امن غارت ہو رہا ہے وہ پردے کے سسٹم کا عدمِ نفاذ ہے، یعنی آج دنیا میں پردے کا سسٹم صحیح فالو نہ ہونے کی وجہ سے امن غارت ہو رہا ہے۔

2۔ دوسری چیز جس کی وجہ آج دنیا میں امن غارت ہو رہا ہے وہ سود ہے۔

3۔ تیسری چیز ناانصافی

4۔ چوتھی چیز دہشت گردی کے واقعات ہیں۔

5۔ اور پانچویں چیز شراب کا کثرتِ استعمال ہے جس کی وجہ سے آج دنیا میں امن غارت ہو رہا ہے۔

1۔ پردے کے سسٹم کا عدم نفاذ:

پردے کے سسٹم کو فالو نہ کرنے کی وجہ سے دنیا کا امن غارت ہو رہا ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ جن جن ممالک میں حجاب کا سسٹم زیادہ ہے، وہاں پر کرائم ریٹ بالکل گرا ہوا

(کَم) ہے، اور جن ممالک میں پردے کا سسٹم بالکل ہی نہیں ہے عورتیں تنگ لباس پہنتی ہیں اور نیم عریاں گھر سے باہر نکلتی ہیں تو وہاں پر کرائم ریٹ بہت زیادہ بڑا ہوا ہوتا ہے، یہ ایک سادہ سی منطق Simple logic ہے۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ سن 2006 کے ڈکن کرانیکل Deccan Chronicle کے اخبار کے مطابق جون کی 30 اور جولائی کی پہلی تاریخ کے اخبار میں ایک سروے آیا تھا، اس سروے کے مطابق عورتیں جب تنگ لباس یا جسم سے چھوٹا لباس پہنتی ہیں تو ان پر حملے کے چانسس (امکانات) بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

مَلِک سعودیہ عرب جب امریکہ گئے اور امریکہ والوں سے آپ نے سوال کیا کہ تمہارے یہاں کرائم ریٹ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں جرم کا حساب لگانے کے لیے ایک بہترین ماہر انسان کو بلانا پڑے گا، کیونکہ ہر قسم

کا کرائم بہت زیادہ بڑھ چکا ہے، ہم صرف زبان سے با آسانی نہیں کہہ سکتے۔ پھر ملک فہد نے سعودی عرب کے بارے میں بتلایا کہ ہم سعودی عرب کے کرائم کو انگلیوں پر گن کر بتلا سکتے ہیں۔ لہذا جہاں پردے کا سسٹم فالو ہوتا ہے وہاں کرائم ریٹ گرا ہوا اور کم ہوتا ہے اور جہاں پردے کا سسٹم فالو نہیں ہوتا ہے وہاں کرائم ریٹ Crime Rate ہائی اور زیادہ رہتا ہے۔

مثال کے طور پر انٹرنیٹ پر امریکہ کی ایک ویب سائیٹ RAIN پر جائیں گے تو اس میں یو۔ایس ڈپارٹمنٹ آف جسٹس US Department of Justice کی رپورٹ کے مطابق یہ بتلایا گیا ہے کہ فی الوقت امریکہ میں ہر 6 منٹ میں ایک ریپ کا واقعہ پیش آتا ہے، کیا ہم اس معاشرے کو سیکوریٹی کا نام دے سکتے ہیں؟ آج امریکہ کی سوسائٹی ان۔سیکیور Insecure ہوچکی ہے جہاں کوئی

سیکوریٹی کا انتظام نہیں ہے، ہر 6 منٹ میں ایک ریپ کا واقعہ پیش آتا ہے اور ہر دو منٹ میں Sexual Harassment کا واقعہ پیش آتا ہے، کیا ہم ایسے معاشرے کو سیکیور Secure کہہ سکتے ہیں؟

جب ہم ہندوستان میں دیکھتے ہیں اور N.C.V کی رپورٹ یا پھر ڈکن کرانیکل Deccan Chronicle اخبار کی 2008 کی رپورٹ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہر آدھے گھنٹے میں ایک ریپ کا واقعہ پیش آتا ہے، یعنی اگر آپ حجاب کا سسٹم فالو نہیں کریں گے تو دنیا کا کرائم ریٹ Crime Rate گر نہیں سکتا اور معاشرتی امن External peace قائم نہیں ہو سکتا، قرآن مجید کی آیات پڑھنے سے یا صرف امن وشانتی Peace کی رَٹ لگانے سے امن قائم نہیں ہو جاتا بلکہ امن اگر قائم کرنا ہے تو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح

عمل کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف باتیں کرنے والے نہیں تھے بلکہ پراکٹیکل لوگ تھے، قرآن مجید اور صحیح احایث ہم کو پراکٹیکل practical معلومات دیتی ہیں۔

اسلام نے آپ کو یہ بھی بتلا دیا کہ امن کیسے قائم ہوتا ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اسے Establish کیسے کیا جاتا ہے؟ اور اس کے تفصیلی طریقے Detail Formulas کیا ہیں؟ اس امن کو قائم کرنے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں حجاب کا سسٹم دیا ہے، اس سسٹم کو خواتین فالو کرنا چاہیے، اسی طریقہ سے مرد اور عورت کا بے جا اختلاط نہیں ہونا چاہیے، اگر ایسا ہو گا تو کرائم ریٹ Crime Rate بے حد کم ہو جاتا ہے، دنیا بھر میں کرائم ریٹ Crime Rate بے حجابی کی وجہ سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے، اللہ سبحانہ و تعالی اسے کم کرنے کے لیے قرآن مجید میں حجاب کا سسٹم

بتلایا ہے، سورہ احزاب سورہ نمبر 33 کی آیت نمبر 59 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ " يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ""ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

حجاب کا سسٹم عورت کو ستانے کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت کی سیکیورٹی Security کے لیے ہے۔ لیکن آج حجاب کے سسٹم پر فرانس جیسے ممالک میں پابندی لگانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ پابندی لگانے والے کہتے ہیں کہ پردہ عورت کے لیے ظلم ہے۔ ہمارے غیر مسلم بھائی یہ سمجھتے ہیں

کہ شاید مسلم مرد عورتوں پر ظلم کَر رہے ہیں، مسلم عورتیں پردہ نہیں کرنا چاہ رہی ہیں بلکہ زبردستی مسلم مرد عورتوں کو حجاب کروا رہے ہیں، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے کیونکہ ہم مسلمان مرد خود سے اپنی عورتوں کو حکم نہیں دے رہے ہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عورتوں کو یہ حکم دے رہا ہے کہ وہ حجاب کے سسٹم کو فالو کریں، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے ہم مسلم مردوں کی وجہ سے نہیں۔ اس پابندی میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں خود خواتین کی سیکیورٹی Security مقصود ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ نیپال میں ایک ٹی۔وی چینل پر مجھ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ اسلام عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے نہیں دیتا، آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟ میں نے کہا کہ اسلام میں حجاب اور برقعہ کا سسٹم یہ بتلا رہا ہے کہ عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اسی لیے تو پردے اور حجاب

کا حکم دیا جارہا ہے ورنہ یہ برقعہ پہننے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا عورت اپنے شوہر کے سامنے برقعہ پہن کر بیٹھ جائے گی؟ وہ بے چارہ سوال کرنے والا خاموش بیٹھ گیا۔

آج میڈیا کے بعض گوشے برقعہ پر اعتراض کرتے ہیں یا حجاب کا مذاق اڑاتے ہیں، لیکن صحیح طور پر جواب دینا ضروری ہے۔ پردہ کے سسٹم میں معاشرتی امن External peace پوشیدہ ہے، اگر معاشرتی امن External peace قائم کرنا ہے تو اس حجاب کے سسٹم کو محفوظ رکھنا بے حد ضروری ہے، اس میں عورتوں کا بھی بھلا ہے اور مردوں کا بھی بھلا ہے۔

2۔ سودی نظام کا پروان چڑھنا:

سود کی وجہ سے آج دنیا میں امن غارت ہو رہا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی

آیت نمبر 276 میں ارشاد فرماتا ہے:" يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ "" ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا"۔

فی الوقت دنیا میں سود کی وجہ سے امن کتنا غارت ہو رہا ہے؟ اس بات کا اندازہ لگایئے کہ نہرو جی نے سب سے پہلے تھرڈ ورلڈ کنٹری Third World Country کی تعبیر متعارف کروائی تھی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دنیا میں کچھ لوگ ہیں جو بہت زیادہ مالدار ہوتے چلے جارہے ہیں اور دنیا کی اکثریت غریب سے غریب تر ہوتے چلی جارہی ہے، ایک طرف چند ممالک امیر سے امیر تر ہوتے چلے جارہے ہیں اور دوسری طرف چند غریب ممالک ہیں جو غریب سے غریب ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس دنیا میں آج کی تاریخ میں 155 ممالک ہیں جو بے حد غریب ہیں اور ان ممالک کو تھرڈ ورلڈ

کنٹری Third World Country کہا جاتا ہے یعنی ان ممالک میں کثرت ان لوگوں کی ہے جنہیں ایک وقت کی روٹی کھانے کے لیے بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہے۔

ایک مستشرق Orientalist نے ایک کتاب لکھی جس کا نام " The beyond Dependency culture " ہے، اس کتاب میں اس مستشرق Orientalist نے لکھا ہے کہ سود کی وجہ سے امیر امیر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب مزید غریب ہوتا چلا جاتا ہے، مثال کے طور پر اگر ہم ہندوستان کی رپورٹ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ریزرو بینک آف انڈیا کی رپورٹ 2008 میں لکھا ہوا ہے کہ ہندوستان نے دوسرے ممالک سے 201.4 بلین ڈالر کا قرض لے رکھا ہے اور اس کا انڈیا کو کتنا سود دینا ہے؟ 16 بلین ڈالر کا سود دینا ہے۔ کب یہ سود ادا کریں گے؟ کب یہ اصل پیسہ لوٹائیں گے؟۔ آفریقہ کے ممالک نے جو قرض لیا ہوا ہے آج

مزید سودی قرض ان پر چڑھ چکا ہے۔ سود کی وجہ سے غریب مزید غریب ہوتا چلا جارہا ہے اور امیر مزید امیر ہوتا چلا جارہا ہے۔

اگر آپ آج دنیا کی تمام جاری کرنسی پر نظر ڈالیں گے اور تمام کو جمع کر کے حساب لگائیں گے تو معلوم ہو گا کہ آج دنیا میں تمام ممالک کے پاس پیسہ 65.61 ٹریلین ڈالر پایا جاتا ہے، اور آپ تعجب کریں گے کہ اتنی بڑی رقم کا دو تہائی پیسہ دنیا کی 7 بلین آبادی میں سے صرف 0.15 بلین افراد کے پاس رکھا ہوا ہے اور باقی کا ایک تہائی پیسہ 7 بلین لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرمادیا تھا کہ " كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ" "ترجمہ: تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے"۔ اس لیے ایسی معیشت Economy بناؤ کہ تمام مال تمہارے مال دار

افراد میں ہی گھومتا پھرتا نہ رہ جائے لیکن اگر ایسا نہیں ہو گا اور سود کو بڑھاوا دیا جائے گا تو پھر غریبی بڑھے گی، دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہو گا، لوگوں میں لالچ پیدا ہو جائے گی اور چوروں کی کثرت ہو جائے گی۔

3۔ شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال:

تیسری چیز جس کی وجہ سے معاشرے کا امن غارت ہو جاتا ہے وہ شراب ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 90 میں ارشاد فرمایا: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ""ترجمہ: اے ایمان والو ! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے

بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پاؤ"۔ پھر بعد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے کہ "إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ" (سورۃ المائدۃ:91) "ترجمہ: شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آجاؤ"

شراب پینے کی وجہ سے انسان ہر برائی کرنا شروع کر دیتا ہے کیونکہ "الخمر" عربی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو ڈھانپ لے، کیونکہ شراب عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اس لیے اس کو "الخمر" کہا جاتا ہے۔ شراب انسانی دماغ کی سوچنے کی طاقت کو ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے انسان صحیح اور غلط کی تمیز کھو (گنوا) بیٹھتا ہے، وہ اس نشے میں اپنی ہی ماں یا بہن یا

بیٹی سے منہ کالا کر ڈالتا ہے، اور جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو یا تو جیل میں پاتا ہے یا کسی ہسپتال کے بیڈ پر پڑا ہوا ہوتا ہے، جتنے بھی آج امریکہ میں جرم ہو رہے ہیں ان کے بارے میں یہ تحقیق کی گئی ہے کہ ان سارے مجرم لوگوں میں سے 6 فیصد وہ لوگ ہوتے ہیں جو نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں، اگر معاشرہ سے سود ختم کر دیا جائے، شراب کو ختم کر دیا جائے اور حجاب کا سسٹم فالو کر لیا جائے تو ان شاء اللہ معاشرے میں بہت حد تک امن قائم ہو جائے گا۔

4۔ ناانصافی، انسانی حقوق کی پامالی:

چوتھی چیز جس کی وجہ سے امن و سکون غارت ہو رہا ہے وہ ناانصافی ہے۔ آج کل یہ ماحول بنا ہوا ہے کہ جب کبھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ پیش آتا ہے تو فوراً کسی عبد اللہ یا عبد الرحمن کا نام فرنٹ پر آجاتا ہے، لیکن بعد میں یہ پتہ چلتا ہے

کہ اس نے کچھ نہیں کیا اور اسے عدالت بھی بَری کر دیتی ہے، اس بیچارے کو معاشرہ میں بدنام تو کر دیا جاتا ہے، معاشرہ میں ہر کوئی اس سے دور بھاگتا ہے اور وہ بے چارہ سوچتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا لیکن مجھے اتنی بڑی سزا دی جا رہی ہے اور اب میں بدنام ہو کر رہ گیا ہوں، وہ سوچتا ہے کہ میں کچھ کیے بغیر بدنام تو ہو ہی گیا ہوں اب سچ میں کچھ کر دیتا ہوں اور پورا بدلہ نکال لوں گا۔

گویا کہ میڈیا کے بعض گوشے جو اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈہ Propaganda کر رہے ہیں اس کی وجہ سے یہ ناانصافی ہو رہی ہے اور دہشت گردی پھیل رہی ہے۔

5۔ دہشت گردی:

قرآن مجید میں دہشت گردی کو جَڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے، دنیا کے کسی بھی مذہب میں اس قدر بہترین طریقہ نہیں بتلایا گیا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن

مجید میں دہشت گردی کو کیسے ختم کیا جائے اس کے بارے میں بے شمار احکامات دئے ہیں۔ سب سے پہلے ہم دہشت گردی کی تعریف معلوم کرتے ہیں، یو۔ایس ڈپارٹمنٹ آف جسٹس اینڈ وار Us Department of Justice and War کے مطابق اب تک دہشت گردی کے 109 تعریفیں بتلائی گئی ہیں، یعنی کہ آج تک بھی دنیا کے لوگ دہشت گردی کی کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں۔ لیکن 109 تعریفوں Definitions کا خلاصہ اور جو ساری تعریفوں میں کامن ہے وہ یہ ہے کہ "کسی نے بھی کسی بھی شخص کو جو کہ معصوم Innocent ہے اس کو مار دیا تو وہ دہشت گرد ہوا" 109 تعریفیں Definitions اس بات کو مانتی ہیں، آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید نے یہی Definition دیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 32 میں ارشاد فرمایا کہ " مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا

عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ""ترجمہ:اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے"۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " من قتل مُعاهَدًا لم يَرَحْ رائحةَ الجنَّةِ "(صحیح بخاری:3166

)" جس کسی نے بھی کسی ایک معاہد کا قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"۔

ہندوستان ایک پلیس آف اگریمنٹ place of agreement درالامن ہے، یہاں پر بھی جس کسی نے ایک معاہد یعنی ایسا غیر مسلم جو آپ کے ساتھ اگریمنٹ کر کے رہ رہا تھا اس انسان کو مار دیا تو یہ مارنے والا مسلم جنت کی خوشبو تک بھی محسوس نہیں کر سکے گا۔ قرآن مجید میں جو بات بتلائی گئی ہے اگر اس پر سچے اور ٹھنڈے دل سے سوچا جائے تو یہ بہت ہی زیادہ مفید اور متاثر کن بات ہے۔

جو لوگ دہشت گردی مچاتے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید میں کیا کہا گیا ہے؟ سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 33 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ

الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ""ترجمہ:جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے"۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں ایسا کونسا مذہب ہے اور کونسا ایسا دین ہے جس میں امن کے بارے میں اس قدر تفاصیل آئی ہیں؟ سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب میں یہ تفاصیل آپ کو نہیں ملیں گی۔

میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہ خلاصہ پیش کرنا چاہوں گا کہ امن دو طرح کا ہوتا ہے، ایک امن وہ ہوتا ہے جو انسان کا ذاتی امن ہے جسے Inner peace کہتے ہیں، دوسرا

معاشرتی امن External peace ۔ انسان کا جو ذاتی امن یا دماغی امن Mental peace ہوتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا پیدا کرنے والا ایک ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، تمام تفصیل کے ساتھ قرآن اور صحیح احادیث میں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تعارف بتلایا گیا ہے اگر اسے انسان مان لے گا تو اسے صحیح طور پر امن حاصل ہو گا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی طرف سے جو محمد ﷺ کو نبی منتخب کر کے بھیجا ہے اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پسند یا ناپسند معلوم ہو گی، اس زمین پر رہنے کا صحیح طریقہ معلوم ہو جائے گا اور امن قائم ہو جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر انسان میں آخرت کا تصور ہو گا تو ان شاء اللہ انسان کو امن حاصل ہو جائے گا۔ اور معاشرتی امن External peace کے لیے میں نے پانچ ذرائع بتلائے ہیں اور ان کا خلاصہ بھی میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 کی آیت نمبر 85 میں ارشاد فرماتا ہے: "وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ""ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا"۔ میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے عزت اور احترام کے ساتھ اس آیت پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں،

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت کا حقیقی امن نصیب فرمائے، آمین۔

نوٹ:- اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں دیکھنے اور سننے کے لیے برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں:

https://www.youtube.com/watch?v=d

QMHmflxrKc&feature=youtu.be

دینِ اسلام کی چند امتیازی خصوصیات

دعوت دین اسلام کی چند امتیازی خصوصیات کی روشنی میں

عناصرِ خطبہ:

تمہید

1۔ ایمان وعقیدے کی شفافیت (Clarity of faith)

2: دینِ اسلام من جانب اللہ محفوظ ہے

3۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لیے ایک عملی اور مثالی نمونہ

4: مساوات کی تعلیم

5: اسلام کی جامعیت

6: امن کی ضمانت

تمہید

آج کی دنیا میں دینِ اسلام کے خلاف ایک قسم کی نفرت اور دوری پیدا کرنے کی ناپاک سازشیں کی جارہی ہیں، بہت سارے لوگوں کے دل و دماغ میں یہ غلط فہمیاں پروان بھی چڑھ رہی ہیں۔ جس کے کئی اسباب ہیں، انہی میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم اسلام کا صحیح تعارف دنیا والوں کے سامنے پیش کرنے میں سستی اور کاہلی کے شکار ہیں۔ خاص کر ہمارے جو ہندوستانی بھائی ہیں چاہے وہ سکھ، عیسائی، ہندو ہوں یا بودھ اور جین ازم کے ماننے والے ہوں، برادرانِ وطن ہونے کے ناطے ان کے ذہن سے اسلام کے تئیں غلط فہمیوں کو دور کر دینا ضروری ہے، کیونکہ جب تک ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں ذہنوں سے دور نہیں ہوں گی، لوگ جہالت میں فساد مچائیں گے، مذہب کے نام پر معصوموں کا قتل ہو گا۔

دہشت گردی کے ذہن کو ختم کرنے اور امن قائم کرنے کے لیے سیدھا سادا طریقہ یہ ہے کہ مختلف اسٹیج اور فورم سے اسلام کی خوبیاں بیان کی جائیں، میڈیا کے بعض گوشے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط تصویر Image پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس تصویر کو لوگوں کے ذہنوں سے ہٹانا اور اسلام کی شفافیت کو ان کے سامنے پیش کرنا اور بیان کرنا ہم مسلمانوں کا فرض ہے۔

جس موضوع پر میں آپ کے سامنے گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ ہے "اسلام کی امتیازی خصوصیات"۔

اسلام کی امتیازی خصوصیات جاننے اور دوسروں کو بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہمارے غیر مسلم بھائیوں تک یہ بات پہونچائیں کہ اسلام کی اہمیت اور حقیقت کیا ہے؟ تاکہ ان کے دلوں میں بھی اسلام کی محبت پیدا ہو جائے، ہمارے بہت سارے نوجوان بھائی جو کہ اسلام پر عمل تو کرتے ہیں اور

نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بڑی بڑی خوبیاں کیا ہیں؟ اگر اسلام کی امتیازی خصوصیات معلوم کرلیں تو اسلام اچھی طرح سے ہمارے دلوں میں راسخ ہو جائے گا۔

دینِ اسلام کی یہ خوبیاں میں نے نہ صرف کتابوں میں پڑھی ہیں بلکہ انہیں ٹیسٹ بھی کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ عملی میدان میں خاص کر غیر مسلموں سے گفتگو کرتے ہوئے اس کی ایک ایک خوبی کی میں نے جانچ بھی کی ہے۔

جب ہمارے مسلم نوجوان کالج جاتے ہیں تو وہاں پر غیر مسلم بھائیوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے، اسی طرح جب مسلمان جاب پر جاتے ہیں یا ہمارے پڑوس میں غیر مسلم بھائی موجود ہوتے ہیں تو ان سے ملاقات کا ہمیں موقع مِلتا ہے، ان تمام غیر مسلموں کو یہ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ آپ نماز کیوں پڑھ رہے ہیں؟ آپ اپنی خواتین کو برقعہ کیوں پہنا رہے ہیں؟

یا مسلمان داڑھی کیوں رکھتے ہیں؟ یہ قربانی کے وقت بکرا وغیرہ ذبح کیوں کرتے ہیں؟ مسلمان روزہ کی حالت میں اتنا کیوں کھاتے ہیں؟ حالانکہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ دن بھر مسلمان بھوکے بھی رہتے ہیں، لہذا مسلمانوں کو تمام حقائق بتلانا پڑے گا تب ہی جا کر غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔

ہم مسلمانوں کا فرضِ منصبی ہے کہ ہم غیر مسلموں کے پاس جائیں اور انہیں اسلام کی امتیازی خصوصیات اور اس کی خوبیوں سے متعارف کروائیں، وہ ان باتوں سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم انہیں یہ باتیں بتلائیں گے تو غیر مسلم ناراض ہو جائیں گے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوتا بلکہ ہندوستان کے غیر مسلم بڑے اچھے ہیں، ہم جب انہیں اسلام کی بات بتلاتے ہیں تو وہ وقت نکال کر ہماری بات سنتے ہیں، ایک گھنٹہ دو گھنٹے اور کبھی کبھی چار چار گھنٹے بھی ہماری باتیں سنتے ہیں۔ بسا

اوقات ایک مسلمان کہے گا کہ مولوی صاحب! میں بیزی اور مصروف ہوں لیکن ہندوستان کا غیر مسلم آپ کی ان باتوں کو سننے کے لیے گھنٹے گھنٹے دیتا ہے، اور اس کا یہ تاثر ہوتا ہے کہ اچھا! اسلام تو ایسا ہے کیا؟ ہم کچھ اور ہی سمجھ رہے تھے۔

ملکِ ہندوستان کی خوبی یہ ہے کہ یہاں الگ الگ مذہب کے ماننے والے لوگ بڑی آسانی سے آپ کی بات سنتے ہیں، یہ بڑے اچھے لوگ ہیں، پیار سے ساری باتیں سنتے ہیں، یہ لوگ دینِ اسلام کی باتیں بڑی توجہ سے سنتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم مسلمان انہیں دین کی باتیں سناتے نہیں ہیں، ہم ہی گونگے ہو چکے ہیں، ہم ہی خود نیک کام سے ڈرنے لگے ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جو ناگ سانپ کو دودھ پلاتی ہے، جب یہ لوگ ان زہریلے جانوروں پر اتنا رحم کھاتے ہیں تو یہ ہم مسلمانوں کو اور ہماری تعلیمات کو اور بھی زیادہ پسند کریں

گے، ان شاء اللہ!۔ لیکن ہمیں پیار سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

1۔ایمان وعقیدہ کی شفافیت (Clarity of faith):

اسلام میں جو بھی عقیدہ بتلایا گیا ہے وہ بالکل واضح ہے اور کلیئر ہے، جب آپ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے پوچھیں گے کہ بھائی! آپ اپنے خدا کا تعارف بیان کیجیے تو آسانی سے یہ معبودانِ باطلہ کا تعارف پیش نہیں کر پائیں گے، لیکن اسلام میں چھوٹا بچہ بھی بڑی آسانی کے ساتھ اللہ تعالی کا تعارف پیش کر سکتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)"سورۃ الاخلاص" آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ

کوئی اس کا ہمسر ہے "۔ چھوٹی سی سورت میں اللہ تعالی کا تعارف ہو رہا ہے۔

جے پور میں ایک غیر مسلم سے گفتگو

اس بارے میں ایک واقعہ بیان کرنا مناسب سمجھوں گا کہ جب میں جے پور گیا ہوا تھا تو وہاں پر ایک پارک تھا۔ ہم دعاۃِ اسلام کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ جہاں کچھ لوگ جمع ہوتے ہیں جیسے پارک ، یا مہذب تفریحی مقامات تو وہاں ہم ان لوگوں کے سامنے بات پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں، غیر مسلم حضرات خود بخود جمع ہو جاتے ہیں اور یہ باتیں سننے کے لیے ٹھہر جاتے ہیں اور دینِ اسلام کی ساری باتیں سننے لگتے ہیں۔ لہذا میں جے پور کے اس پارک میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، ایک غیر مسلم بھائی بھی اسی کرسی پر میرے نزدیک آکر بیٹھ گئے، ان کا تعلق ہندوازم سے تھا، میں نے گفتگو شروع کی، ان

صاحب سے میں نے سوال کیا کہ "بھائی! آپ کہاں سے ہیں؟ "، انہوں نے کہا کہ "میں جے پور ہی سے ہوں"، پھر میں نے پوچھا" آپ کیا کرتے ہیں؟" انہوں نے کہا" میں وکیل ہوں" ، میں بہت خوش ہو گیا کہ بات کرنے میں بڑی مدد ملے گی، دلائل کی روشنی میں گفتگو ہو گی اور یہ Academic discussion علمی گفتگو اچھی رہی گی۔ میں نے پھر ان سے سوال کیا" اپنے دھرم سے متعلق کچھ پڑھے ہو کیا؟"، انہوں نے کہا" میرا تعلق پنڈت گھرانے سے ہی ہے، آپ ہندوازم کے بارے میں پوچھیے جواب ملے گا" ، میں نے کہا" میری معلومات کے مطابق ہندوازم میں 33 کروڑ خداؤں کا تصور ہے"، انہوں نے کہا" جی ہاں! ہمارے یہاں 33 کروڑ خداؤں کا تصور ہے"، میں نے اور ایک سوال کیا" آپ اپنے ایک خدا کے بارے میں ایسی دس صفات بیان کیجیے کہ وہ دس صفات دوسرے خدا میں یا کسی میں نہ ہوں"، وہ بہت دیر تک سوچتے

رہے لیکن انہوں نے کہا" میں نے کبھی اس نکتہ پر غور نہیں کیا ہے"، پھر انہوں نے پلٹ کر یہی سوال مجھ سے کیا:" آپ جس خدا کو مانتے ہو اس کی دس ایسی خصوصیات بتلایئے! جیسی دس خصوصیات کسی اور میں نہ ہوں"، انہوں نے جب یہ سوال کیا تو ظاہر سی بات ہے جواب دینے کے لیے میں بے تاب تھا، اور وہ بھی بڑے غور سے سننے کے لیے تیار تھے کیونکہ میں جیسے ہی کچھ بتلاؤں گا تو وہ مجھ پر جوابی وار کریں گے، میں نے اپنے رب کی دس خوصوصیات بتلانا شروع کر دی، یہ خصوصیات آیت الکرسی میں موجود ہیں، لہذا میں نے آیت الکرسی مکمل پڑھی، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اللَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (سورۃ البقرۃ: 255) "ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے"۔

میں نے کہا کہ اس ایک آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو دس خصوصیات بتلائی ہیں وہ کائنات میں سوائے اللہ عزو جل کے کسی اور ذات میں نہیں ہیں:

اس آیت میں اللہ عزوجل کی پہلی خصوصیت 1۔ "الحی" ہے، یعنی وہ "زندہ" ہے، نہ اس کی کوئی شروعات ہے اور نہ اس کا کوئی اختتام ہے، وہ سدا سے زندہ ہے اور وہ سدا سے زندہ رہے گا۔ اس غیر مسلم نے کہا: "90 فیصد جو میرے دل میں (اللہ تعالی کے علاوہ) خدا تھے وہ تو ختم ہو چکے ہیں"، میں نے سوال کیا "کیوں؟" اس نے کہا "میرے جتنے خدا ہیں یہاں سے وہاں تک سب مَرے ہوئے ہیں"، صحیح بات ہے کہ جو خود کو موت سے نہیں بچا سکتا وہ میری بات کیسے سن پائے گا، بات تو سمجھنے اور غور کرنے کی ہے"، پھر میں نے کہا "باقی کے 10 فیصد کیوں بچ گئے ہیں؟" اس نے کہا "کچھ ابھی زندہ بھی ہے نا۔۔!"، "، میں نے کہا "اچھا! ٹھیک ہے میں آپ کو دوسری صفت سناتا ہوں،

2۔ "القیوم" وہ کسی اور کے بل بوتے پر کچھ نہیں کرتا نہ وہ کسی پر Dependent ہے، وہ سب کو قائم کرتا ہے وہ

سب کو پالتا ہے اور ساری کائنات قائم کرتا ہے لیکن وہ خود کسی پر انحصار نہیں کرتا بلکہ ساری کائنات اس پر منحصر ہے"، اس نے کہا" اب تو سارے غائب ہو گئے کیونکہ کوئی بھی خدا کسی نہ کسی اعتبار سے کمزور ہے اور ایک دوسرے پر Depend ہے، لیکن آپ کا خدا تو بہت پاور فُل اور طاقتور ہے" میں نے کہا" اگر میرے رب کی تیسری خصوصیت سناؤں گا تو تم بھی ہمارے رب کو چاہنے لگو گے"، اس نے کہا" بھائی! کیا ہے؟ ذرا مجھے بھی بتلایئے!" میں نے تیسری صفت بیان کی،

"3۔ "لَاتَأۡخُذُهُ سِنَةٌ وَلَانَوۡمٌ" اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نیند تو کیا چیز ہے اونگھ تک نہیں آتی ہے"، اس نے کہا" خدا ایسا ہی رہنا چاہیے، کیونکہ مجھے کبھی رات میں بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، اگر رب سوتا رہے گا یا وہ مَر جائے گا یا پھر وہ بیمار پڑ جائے گا تو میری بات کون سنے گا؟"، اس غیر مسلم نے پُر اشتیاق انداز میں کہا" مجھے میرے رب کے بارے میں اور جاننا ہو تو کیا

کرنا ہو گا؟" میں نے کہا" آپ کو قرآن پڑھنا پڑے گا کیونکہ قرآن جتنا پڑھیں گے اتنا آپ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تعارف حاصل ہو گا، ان شاء اللہ!"، اس کے بعد میں نے بالتفصیل بقیہ سات صفات بھی اس غیر مسلم کے سامنے بیان کر دیں،

4: اس آیت کے مطابق اللہ تعالی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ زمین و آسمان اور ان دونوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالی سب کا خالق و مالک ہے۔

5: اللہ تعالی کی پانچویں صفت یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی بھی بِنا اجازت سفارش نہیں کر سکتا۔

6: اللہ تعالی کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

7: اللہ تعالی کی ساتویں صفت یہ ہے کہ کوئی اس کے علم سے باخبر نہیں ہو سکتا 8 مگر جتنا وہ خود چاہتا ہے کہ کسی کو علم دے۔

9 : اللہ عز و جل کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے بھی زیادہ کشادہ ہے۔10 اور اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے

11 :وہ "العلي "یعنی بلندیوں والا ہے۔

12 : کہ وہ "العظیم "یعنی بہت بڑا ہے۔

دینِ اسلام کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اس میں ایمان و عقیدہ کا بیان بڑا ہی شفاف اور واضح ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی دقت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اللہ سبحانہ و تعالی کیسا ہونا چاہے؟ اسلام کہتا ہے کہ آیت الکرسی پڑھ لیجیے! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تعارف clear cut اور واضح ہے۔ اگر آپ encyclopedia پڑھیں گے تو اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ دنیا کی آبادی اس بات سے تذبذب کا شکار ہے کہ ان کا بنانے والا کون ہے؟ انہیں یہ پتا ہی نہیں ہے کہ خدا کی کیا صفات ہونی چاہیے؟ لیکن الحمد للہ! مسلمانوں کے پاس اللہ

سبحانہ و تعالیٰ کا تعارف وضاحت کے ساتھ موجود ہے، کبھی کوئی مسلمان اس بارے میں پریشان ہو ہی نہیں سکتا، ہر مسلمان بڑے اطمینان کے ساتھ آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے رب کا تعارف ہر مرتبہ تازہ کر سکتا ہے۔

توحید، رسالت اور آخرت یہ تینوں مسائل اسلامی عقائد کی اہم بنیادوں میں سے ہیں، لہذا ان مسائل میں بھی اسلامی عقیدہ صاف و شفاف ہے۔

گجرات میں ایک ہندو پنڈت اور ایک کرسچن سے گفتگو

ایک مرتبہ میں گجرات گیا ہوا تھا، وہاں ایک گاؤں ہے جس کا نام نڈیاڈ ہے، اس گاؤں کے ایک اجلاس میں ایک پنڈت صاحب بھی آئے تھے اور ایک کرسچن کے عالم بھی آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا "ہم احمد آباد سے آئے ہیں، ہم نڈیاڈ تک صرف اس وجہ سے آئے ہیں تاکہ آپ سے

ملاقات کر سکیں اور سوالات کر سکیں، ہم نے سنا ہے کہ آپ غیر مسلموں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہیں"، میں نے کہا کہ میں تو صرف کوشش کرتا ہوں لیکن ہدایت دینے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، میرا کام کوشش کرنا ہے۔ جیسے ایک ڈاکٹر کا کام علاج کرنا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کام شفا دینا ہے۔ کسان کا کام بیج ڈالنا ہے اور پھل لانے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تعالی ہے" ، انہوں نے کہا" ہم دونوں ایک دوسرے کے پکّے دوست ہیں، اور ہمارے ذہن میں اسلام کے متعلق چار ہزار 4000 سوالات ہیں، ہم وہ چار ہزار سوالات کرنے کے لیے آپ کے یہاں آئے ہیں"، میں نے کہا" میرے بھائی! مجھے آپ کے سوالات کے تمام جوابات دینے کے لیے گجرات میں رہ جانا پڑے گا، اتنے سارے سوالات کے جوابات میں ایک رات میں کیسے دے سکتا ہوں، میرا پروگرام آدھے گھنٹے کے بعد شروع ہونے والا ہے، اس آدھے گھنٹے میں کیسے میں تمام

جوابات دے سکتا ہوں"، میں نے ان کے سامنے ایک آسان حل پیش کیا اور کہا" اچھا اگر میں ایسا کروں کہ ان چار ہزار سوالات کو صرف ایک سوال میں کنورٹ convert کر دوں تو کیسا رہے گا؟"، انہوں نے کہا" بہت اچھا ہے، چلیے! ہم سننے کے لیے تیار ہیں"، میں نے ایک سے کہا کہ آپ پنڈت ہیں اور دوسرے سے کہا کہ آپ کرسچن ہیں" پھر میں نے (ہندو سے) کہا" آپ کا جو اختتام ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے" مُوکشا" یا پھر" مکتی" یعنی کہ مَرنے کے بعد ہمیں مکتی ملے، چھٹکارا ملے۔ اور کرسچن حضرات کے پاس بھی قریب قریب یہی نظریہ ہے کہ آپ کے پاس بھی اختتام سیالویشن Salvation سے ہوتا ہے، کرسچن حضرات کا یہ ماننا ہے کہ عیسائیت کے ذریعہ سے ہی نجات ملتی ہے، اور ہندوازم والے کہتے ہیں کہ ایک انسان کو آخر میں ہندوازم کے ذریعہ سے نجات ملتی ہے، ہم مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام ہی کے

ذریعہ نجات ملتی ہے، آپ کے تمام چار ہزار سوالوں کا اختتام یہ ہے کہ نجات کس مذہب سے ملے گی؟۔۔۔!"، انہوں نے کہا" یہ سوال صحیح ہے؟" پھر میں نے ہندوؤں سے پوچھا" اچھا مجھے یہ بتلاؤ کہ "ہندوازم سے نجات ملے گی" اس کی نص (متن، Text) تمام چار ویدوں میں کہاں ہے؟ "، پنڈت صاحب سوچتے رہ گئے، اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ " میں 20 سال سے وید ہی پڑھ رہا ہوں لیکن مجھے کبھی بھی ایسی نَص (متن،Text) نہیں ملا ہے"، میں نے کہا" جس بات کا آپ عقیدہ رکھ رہے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ سارے لوگ ہندوازم ہی اختیار کریں، تو آپ کے پاس اس کے ثبوت کے لیے نص (متن، Text) کہاں ہے؟ "، اچھا پھر میں نے کرسچن سے کہا کہ آپ بائبل سے بتلایئے کہ کرسچانیٹی کو فالو کریں گے تو نجات ملے گی ورنہ نجات نہیں ملے گی"، اس نے کہا" مکمل بائبل میں مجھے یہ عبارت نہیں ملی"، میں نے کہا"

آپ خود کرسچانیٹی پر چلنے والے عیسائی عقیدہ رکھنے والے اور لوگوں کو اس مذہب کی دعوت دینے والے ہیں اور ڈَنکے کی چوٹ پر یہ کہہ رہے ہیں کہ نجات کا راستہ صرف کرسچانیٹی ہی ہے حالانکہ اس کے ثبوت کے لیے نص (متن،Text) آپ کی کتاب میں ہی نہیں ہے"، پھر میں نے کہا" اسلام کی خوبی یہ ہے کہ میں جو بھی بولوں گا وہ میں خود سے اپنی طرف سے نہیں بول سکتا بلکہ مجھے جو بھی بولنا ہے وہ قرآن ہی سے بولنا ہے ورنہ مجھے کوئی ادھیکار نہیں ہے کہ میں اسلام کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ کہوں، یا پھر صحیح حدیث ہے تو اس کی روشنی میں بول سکتے ہیں ورنہ خاموش رہنا ہے، یہ اسلام کا بنیادی اصول ہے"، انہوں نے کہا" اچھا! ٹھیک ہے، آپ اپنے قرآن سے نجات کا راستہ کیا ہے بتلایئے! اور یہ بھی ہو کہ اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب میں نجات کا راستہ نہیں ہے"، میں نے کہا" قرآن مجید میں یہ بات واضح طور پر لکھی

ہوئی ہے، سورہ آل عمر آن سورہ نمبر 3 آیت نمبر 85 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ""ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا"۔ یہ بات وضاحت کے ساتھ (کلیئر) بتلا دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا Religion لے آؤ گے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے قبول نہیں کرے گا اور نجات نہیں ملے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ نجات کس دین کے ذریعہ ملے گی؟ صرف اور صرف دینِ اسلام کے ذریعہ ہی ملے گی، قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔

میں دینِ اسلام کی نعمت سے متعلق خود غرض نہیں بننا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر ایک بڑے شاپنگ مال میں ایک

بہت بڑا اور اچھا آفر لگا ہوا ہے، میں نے اس آفر سے بہت فائدہ اٹھایا ہے تو میرے بھائی کو اگر میں نے نہیں بتلایا تو میں خودغرض (selfish) بن جاؤں گا، میں خودغرض (selfish) نہیں بننا چاہتا ہوں، اس لیے قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ اسلام ہی نجات کا راستہ ہے۔ اگر میں یہ دینِ اسلام کی نعمت سے متعلق بات میرے ہم وطن لوگوں کو نہیں بتلاؤں گا تو میں خودغرض (selfish) بن جاؤں گا، اس لیے اس دینِ اسلام کی دعوت غیر مسلموں کو بھی میں دے رہا ہوں۔

میں صرف اسلام سے متعلق باتیں بتلا سکتا ہوں لیکن زبردستی یا فورس نہیں کر سکتا۔ انڈیا کا قانون دین کا تعارف کرنے کی اجازت دیتا ہے، آرٹیکل نمبر 25A میں لکھا ہوا ہے کہ ہر کوئی اپنے ریلیجن Religion پر عمل کر سکتا ہے اور اس کا تعارف بھی کر سکتا ہے لیکن کسی پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ یہ بات قرآن مجید میں بھی لکھی ہوئی ہے، اللہ تعالی کا

ارشادہے:"لا اکراہ فی الدین "(سورۃالبقرۃ:256)"
دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں" اسلام میں کسی پر
زبردستی کرکے اس سے کلمہ پڑھانا جائز اور درست نہیں ہے
کیونکہ کلمہ انسان دل سے پڑھتاہے،زبردستی پڑھیں گے تووہ
قبول نہیں ہے،اگر آپ زبردستی کررہے ہیں توآپ گناہ کر
رہے ہیں،اسی طرح کسی کولالچ دے کر،ڈراکر،دھمکاکر کلمہ
پڑھارہے ہیں تویہ بھی غلط ہے،اسلام کے خلاف جانے والی
بات ہے اوریہ کام فضول اور ظلم ہے۔

اسلام کی مکمل تاریخ شاہد ہے کہ کبھی صحابہ کرام
رضوان اللہ علیھم اجمعین نے کسی کو بھی زبردستی کلمہ نہیں
پڑھایاہے،کیونکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین
جانتے تھے کہ اللہ تعالی کاحکم ہے: " لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ
قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ
وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا

انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ "(سورۃالبقرۃ: 256) " دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہوچکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے"۔ کسی بھی طریقہ سے دنیا میں کسی پر بھی اسلام قبول کرنے کے لیے فورس نہیں کیا گیا ہے۔

پہلی چیز جو میں نے ذکر کی ہے وہ ہے ایمان کی شفافیت Clarity of faith یعنی ایمان اور عقیدہ مکمل کھلا ہوا اور واضح ہے، اس عقیدہ کی بنیادوں میں سے تین اہم بنیادیں توحید، رسالت اور آخرت ہے، اور آخرت میں نجات اسی کو ملے گی جو اسلام قبول کرے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس اسی حال میں حاضر ہو، اسلام کے علاوہ کوئی بھی مذہب کل قیامت کے دن قابلِ قبول نہیں ہو گا۔

2: دینِ اسلام اللہ تعالی کی طرف سے محفوظ ہے:

اسلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ بھی ہے اور Preserved بھی ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں بہار گیا ہوا تھا، وہاں ایک بڑی لائبریری ہے، جس کا نام " خدا بخش لائبریری " ہے، اس میں نہایت ہی پُرانے زمانہ کا قرآن مجید کا ایک نسخہ ہے، اس قرآن مجید کے نسخے اور ہمارے پاس جو بھی لیٹسٹ latest قرآن مجید کا نسخہ ہے اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے، بہار میں یہ بہت ہی پُرانا نسخہ موجود ہے، اس کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ اس کے بعد مجھے سعودی عرب بھی جانے کا موقع ہوا، وہاں کنگ فہد نامی سب سے بڑا نہایت ہی جدید انداز کا printingpress ہے، اس پرانے نسخے اور آج کے دور کے نئے نسخے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر ہم ملک فہد کی ویب سائیٹ پر وزٹ visit کریں تو اس ویب سائیٹ پر پہلی

صدی، دوسری صدی اور تیسری صدی وغیرہ ہر زمانہ میں لکھے گئے قرآن مجید کے نسخوں کی تصاویر Photos موجود ہیں۔

اسی طریقہ سے شارجہ میوزیم، حیدرآباد کا میوزیم، برلین جرمنی UK میں انڈین لائبریری، بحرین اور سعودی عرب وغیرہ کہیں بھی کسی بھی میوزیم میں چلے جایئے، قدیم زمانے کے قرآن مجید کے نسخے ہمیں ملتے ہیں، آج کے جدید طبع شدہ اور ان میوزیم میں رکھے ہوئے پُرانے نسخوں کا موازنہ compare کیجیے آپ کو ایک حرف کا بھی فرق نہیں ملے گا۔

اس دنیا میں جتنے اس کتاب قرآن مجید کے حفاظ ہیں؛ اس کے مقابلہ میں دوسری کسی کتاب کے حفاظ آپ کو ایک فیصد بھی نہیں ملیں گے، صرف شکاگو امریکہ میں چالیس مسجدیں ہیں، حالانکہ مکہ سے امریکہ ہزاروں کلومیٹر کے

فاصلہ پر ہے لیکن پھر بھی چالیس مساجد موجود ہیں اور ان چالیس مساجد میں رمضان المبارک کے موقع پر پہلی صف میں اتنے حفاظ ہوتے ہیں کہ ہر ایک کو قرآن پڑھانے یا تراویح پڑھانے کا موقع نہیں مِلتا، یعنی کہ ہر مسجد کی صرف پہلی صف میں بہت سارے حفاظ ہوتے ہیں، آپ اندازہ لگایئے کہ کتنے حفاظ ہیں وہ بھی صرف امریکہ میں جہاں پر بہت ہی کم تعداد میں مسلمان ہیں؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حفاظت کا کیسا انتظام فرمایا ہے؟ اگر کوئی حافظ نماز کے دوران قرأت میں تھوڑی سی بھی غلطی کر دے تو دس بارہ لقمے مِل جاتے ہیں، وہ بھی اس دور میں جس وقت اسلام پر عمل زیادہ دیکھنے میں نہیں آرہا ہے۔

قطر میں ایک مستشرق کو اسلام کی دعوت:

دینِ اسلام اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور محفوظ بھی ہے۔ ایک اور واقعہ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں جو ایک غیر مسلم کو دعوتِ اسلام دیتے وقت پیش آیا، اس واقعہ سے بھی ہمیں معلوم ہو گا کہ دینِ اسلام اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور محفوظ بھی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جب میں قطر گیا تھا تو وہاں ایک کرسچن مستشرق Orientalist سے میری ملاقات ہوئی، (مستشرق کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جو یورپ اور امریکہ میں رہتے ہیں لیکن ان کی تحقیق اور ریسرچ مشرق یعنی ایشیاء یا پھر جزیرہ عرب میڈل ایسٹ Middle east کے خلاف تنقید یا صرف محض ریسرچ کرنے کے لیے ہوتی ہے)، میں نے اس غیر مسلم سے ملاقات کی جو کہ کرسچن داعی تھا اور قطر کی ایک یونیورسٹی میں بچوں کو انگلش پڑھایا کرتا تھا، اس یونیورسٹی کے بچوں نے مجھ سے آکر کہا کہ وہ مستشرق Orientalist ہمارا پروفیسر ہے اور اسلام کے

خلاف سوالات کھڑے کر رہا ہے، اور اس نے کہا ہے کہ اگر کوئی میرے سوالات کا جواب دے گا تو میں کلمہ پڑھنے کے لیے تیار ہوں، بچوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہماری یونیوسٹی تشریف لائیے، لہذا میں وہاں پر گیا اور میں نے بات چیت شروع کی، اس مستشرق Orientalist سے میں نے کہا " آپ کے سوالات کیا ہیں پیش کریں؟" اس نے کہا" تم قرآن مجید کے بغیر صرف سائنسی بنیاد پر یہ ثابت کرو کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب ہے،" مطلب یہ ہے کہ تم کسی بھی آیت اور کسی بھی حدیث کو بنیاد مت بناؤ، صرف سائنس کی بنیاد پر یہ ثابت کرو کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے،" میں نے کہا" میں اسی طرح بتلاؤں گا، ان شاء اللہ! "، لہذا وہ پُر اشتیاق انداز میں سننے کے لیے تیار ہو گیا، میں نے اپنی بات شروع کر دی کہ " اسحاق نیوٹن نے گرویٹی Gravity کو گرتے ہوئے سیب سے ثابت کیا ہے، آپ

اس سائنسی تحقیق کو مانتے ہو یا نہیں مانتے ہو؟ نیوٹن کے اس concept کو مانتے ہو یا نہیں مانتے ہو؟" اس نے کہا" میں مانتا ہوں"، میں نے کہا" اگر میں اسی کونسپٹ concept سے قرآن مجید اللہ تعالی کی جانب سے ہے یہ ثابت کر دوں تو کیا آپ اس قرآن کو تسلیم کر لو گے یا نہیں؟" اس نے کہا" اگر ایسا ہے تو میں تسلیم کر لوں گا"، میں نے کہا" چلیے! ہمارے اور آپ کے درمیان یہ طے ہو گیا"، میں نے ایک اور سوال کیا کہ" کبھی آپ نے زمین کی گراویٹی دیکھی ہے کیا؟" اس نے کہا" نہیں دیکھی ہے"، میں نے کہا" گرتے ہوئے سیب کو آپ نے دیکھا ہے تو گرتے ہوئے سیب کے ذریعہ سے آپ نے زمین کی گراویٹی معلوم کر لی، یعنی اس طریقہ کو concept of inference کہا جاتا ہے، اس طریقہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ To know an unknown thing through the known thing

معلوم شئے کے ذریعہ نامعلوم شئے کو معلوم کرنا، مثال کے طور پر یہاں سیب ہے جو کہ نظر آرہا ہے لیکن زمین کے اندر کی گراویٹی نظر نہیں آرہی ہے، سیب کے ذریعہ سے زمین کی گراویٹی معلوم کرلی گئی ہے، اس سیب کی جگہ قرآن مجید تصور کر لیجیے! قرآن مجید میں کئی حقائق موجود ہیں، اور یہ حقائق اس وقت سے ہی ہیں جب کہ جدید آلات جیسے مائیکرو اسکوپ، گیجٹس، ریسرچ اور دوسری سائنسی آلات موجود نہیں تھے، آج سے 14 سو سال پہلے ایک صحراء میں ایک اُمّی (اَن پڑھ) نے یہ قرآن پیش کیا ہے، یہ اُس زمانہ میں ہوا جس کے بارے میں تم خود (اہلِ مغرب) یہ مانتے ہو کہ وہ زمانہ ڈارک ایجس Dark ages اندھیری نگری کا تھا، اُس زمانہ میں نالیج نہیں تھی، اُس اندھیر نگری میں اتنا اعلیٰ کلام اور اتنے سائنسی حقائق پیش کیے گئے جسے پڑھ کر آج کی عقل دنگ رہ جاتی ہے، میرا آپ سے ایک آسان سوال ہے کہ آپ اس

قرآن مجید کا آتھر کون ہے بتلایئے؟ کیونکہ قرآن مجید میں ایسی ایسی باتیں ہیں جو آج سے 14 سو سال پہلے کوئی سوچ کر بھی لکھ نہیں سکتا، کیونکہ اس زمانہ میں سائنسی آلات ہی نہیں تھے، حالانکہ آج کی سائنس قرآن مجید کی ساری باتوں کو مانتی بھی ہے۔ مثال کے طور پر رحم مادر میں جو بچہ بڑا ہوتا ہے تو اس علم کو Embryology کہتے ہیں، قرآن مجید میں اس کے 7 ا سٹیجس stages بتلائے گئے ہیں، آج کے دور کے ڈاکٹر ویلم کیت مورے کہتا ہے کہ سات stages کے بعد ہی بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے، اُس زمانے میں ہی محمد ﷺ ماں کے پیٹ کے اندر کے یہ stages جیسے نطفہ، علقہ، مضغہ، وغیرہ بیان کر رہے ہیں۔ سورہ المومنون سورہ نمبر 23 کی آیت نمبر 12، 13، 14، میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (12) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (13) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (14)""ترجمہ: پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے"۔

اسی طرح سے سورہ نور سور نمبر 24 کی آیت نمبر 40 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:" أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ""ترجمہ: یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی

موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے درپے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے، اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی"۔

اس آیت سے متعلق ایک قبولِ اسلام کا واقعہ ملتا ہے، واقعہ یوں ہے کہ ایک جرمن کے غوطہ خور نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، لوگوں نے اس سے اسلام قبول کرنے کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا" میں نے سورہ نور میں ایسی آیت پڑھی ہے کہ اس کی کیفیت ایک سمندر کا غوطہ خور ہی بتلا سکتا ہے، میں نے عرب کے لوگوں سے پوچھا کہ" کیا آپ کے نبی نے ﷺ کبھی غوطہ خوری کی تھی؟ یا پھر کبھی سمندر کا سفر کیا تھا؟" اہلِ عرب نے بتلایا کہ" نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی ساری کی ساری صحراء میں گذاری ہے، جہاں لوگ پانی

کے قطرے قطرے کو ترستے تھے، نبی اکرم ﷺ نے کبھی سمندر کی شکل تک نہیں دیکھی"، اس جرمن انسان نے کہا" اپنی زندگی سمندر میں گذارے بغیر کوئی بھی انسان یہ باتیں اتنی تفصیل سے نہیں بتلا سکتا، ضرور ان سمندروں کے پیدا کرنے والے خدا ہی نے یہ کتاب بھیجی ہو گی"۔

ولیم کیت مورے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ " اس ماں کے پیٹ میں اس بچے کو بنانے والے خدا ہی نے اس کتاب کو بھیجا ہو گا، مجھے یہ ماننے میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید اسی اللہ تعالی نے اتارا ہے جس نے ماں کے پیٹ میں اس زندگی کو بنایا ہے اور اس طریقے کے سات stages بنائے ہیں"۔

الغرض قرآن مجید میں ایسی ایک ہزار آیتیں ہیں جس میں سائنسی حقائق پوشیدہ ہیں، اس پروفیسر نے کہا کہ " تم نے سائنس کی بنیاد پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید اللہ

تعالی کی جانب سے نازل کردہ ہے، یہ کتاب کوئی انسان لکھ نہیں سکتا، لہذا میں آپ کا اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی بات سے اتفاق رکھتا ہوں"۔ اس پروفیسر نے میرے سامنے مثبت تاثر پیش کیا۔

ذرا آپ یہ غور کیجیے کہ اس انسان نے مکمل بات سنی اور سمجھنے کی کوشش بھی کی، لیکن ہم ہیں کہ لوگوں کو سنانے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں، جب ہم لوگوں کو حق بات نہیں سنائیں گے تو لوگوں کے دل و دماغ کی غلط فہمیاں کیسے دور ہو سکتی ہیں؟، ان کے سامنے اسلام کا صحیح تعارف پیش کرنا پڑے گا، لوگوں کو پیار سے محمد ﷺ کے بارے میں، قرآن مجید کے بارے میں، حدیث کے بارے میں اور امن وامان کے بارے میں بتلانا پڑے گا۔ جیسے ایک ڈاکٹر بڑے پیار سے زخم دور کرتا ہے اور وہاں مرہم رکھتا ہے، ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ میڈیا اور دوسرے ذرائع نے ہمارے ہم

وطنوں کو اسلام سے متعلق غلط فہمی کا جو زخم دیا ہے اسے پیار سے دور کریں۔

3۔ تیسری خوبی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں:

نبی اکرم ﷺ ساری دنیا کے لیے ایک چلتے پھرتے Living Example، مثال اور نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ نے کامیابی کے ساتھ اسلام کو (Successful demonstration) عملی جامہ پہنا کر بتلایا ہے۔ اسلام صرف نظریاتی Theoretical مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ اسے بڑی کامیابی کے ساتھ زندگی میں عملی طور پر (Successful implementation) اپنایا گیا ہے، عملی زندگی میں دینِ اسلام کو مکمل طریقہ سے نافذ کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ ایک عالم صاحب ایک ہندو پنڈت سے ملے، اس ہندو پنڈت سے انہوں نے کہا " آپ اسلام اور ہندوازم کے درمیان کیا فرق محسوس کرتے ہو؟ " انہوں نے کہا " دیکھیے! ہمارے پاس ہمارے دھرم کی تاریخ ہے، ہماری کتابیں بھی موجود ہیں (ہندوازم کے ماننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوازم اسلام سے پہلے کا مذہب ہے، محمد ﷺ پر قرآن مجید تو صرف 14 سو سال پہلے نازل ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہزاروسال سے ہندوازم ہے)۔ اس پنڈت نے مزید یہ کہا کہ " ہم ہزاروں یا لاکھوں سال سے موجود ہیں لیکن محمد ﷺ نے قرآن مجید صرف 14 سو سال پہلے ہی پیش کیا ہے "۔ (آج مسلمان ہندو حضرات سے بھی زیادہ ہیں، یعنی مسلمان آج کی تاریخ میں 1.7 بلین کی تعداد میں ہیں،) اس پنڈت نے کہا" ہمارے پاس گرو ہیں، کتابیں ہیں، ہمارے خدا بھی ہیں لیکن ہمارے اس پورے مذہب میں کوئی ایک ایسی شخصیت نہیں

ہے کہ جسے سارے ہندو متفق ہو کر تسلیم کرلیں، لیکن مسلمانوں کے پاس چاہے وہ مسلمان شیعہ ہو یا چاہے سنی ہو سب کے سب محمد ﷺ کی عزت کرتے اور ان کی بات مانتے ہیں، آپ کے پاس مختلف مسالک ہیں اور الگ الگ جماعتیں ہیں لیکن پھر بھی سب کے سب مل کر ایک شخصیت پر متفق ہو جاتے ہیں، اور اس شخصیت کو ایک اسوہ اور نمونہ کے طور پر مانتے ہیں، یہ اسلام کی ایک ایسی خوبی ہے جو دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:" لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا "(سورۃ الاحزاب: 21)"ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے "رسول اللہ" میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور

قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے"

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی اسلام مخالف میڈیا کی وجہ سے غیر مسلموں کے دل و دماغ میں بہت زیادہ غلط فہمیاں موجود ہیں۔

ابھی قریب میں تقریبا 30 فلمیں movies محمد ﷺ کے خلاف بنائی گئیں ہیں، 70 کتابیں محمد ﷺ کے خلاف لکھی گئی ہیں اور اکثر لوگوں کے ذہنوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خراب کرنی کی کوشش کی گئی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے خلاف ایک فلم نکلی اس کا نام Innocence of Muslims ہے، یہ فلم 17 منٹ کی ہے، یہ فلم اتنا وائرل ہوئی کہ یورپ اور امریکہ کے بچہ بچہ نے اسے دیکھا ہے، اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ محمد ﷺ ایک قصاب تھے، (نعوذ باللہ!)، ہمیشہ وہ لوگوں کو کاٹتے تھے اور

ان کا قتل کرتے تھے، ان کا روزانہ یہی کام تھا کہ لوگوں کو قتل کیا جائے، اس فلم میں ایک انسان کو بتلایا گیا ہے جس کے کپڑوں کے اوپر پورا خون ہی خون لگا ہوا تھا، سب سے پہلے انہوں نے اس فلم میں دو واقعات پیش کیے ہیں، جو کہ مَن گھڑت واقعات ہیں۔

مسلمانوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو عالم بنائیں، محقق بنائیں اور ریسرچ کرنے والا بنائیں، یہ مَن گھڑت اور ضعیف روایات نہ پیش کریں، اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو قرآن اور صحیح حدیث سے محبت کرنے والا بنائیں، مَن گھڑت واقعات اور ضعیف روایات سے اے مسلمانو اپنے آپ کو دور رکھو! تحقیقی مزاج والے بنو، ریسرچ کرنے والے بنو، اندھا دھند کسی بھی بات کو قبول کرنے والے نہ بنو۔ محمد ﷺ نے عرب جیسی جاہل قوم کو بدل دیا، جس قوم کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف برٹانکا میں لکھا ہوا ہے

کہ محمد ﷺ جب نبی بنا کر بھیجے گئے تھے تو اس وقت اس قوم کی حالت garbage of community کی تھی، لوگ انہیں کچرا قوم کہا کرتے تھے، اور آگے لکھا ہوا ہے کہ جب ایلگزانڈر وہاں سے گزرا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ عرب قوم کو بھی اپنی حکومت میں شامل کرلیں "اس نے کہا" یہ کچرا قوم ہے ان پر کوئی حکومت نہیں کر سکتے اور نہ کوئی انہیں سدھار سکتے ہیں، یہ لوگ کبھی سدھر نہیں سکتے " ایسی جگہ پر ایسے لوگوں کے بیچ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کیا۔ ذرا اسلام کی خوبی دیکھیے کہ کیسے اسلام سب سے بدترین اور بدامن قوم کو سب سے اچھی اور امن پسند قوم بناتا ہے، پھر بھی آج کا میڈیا کہتا ہے کہ مسلمان ہندوستان میں امن نہیں پھیلائیں گے ؟

دیکھیے ! قرآن مجید سے امن حاصل ہو گا اور حدیث سے امن حاصل ہو گا بالکل اسی طرح جس طرح عرب میں

آیا ہے۔ محمد ﷺ ان عرب کے درمیان بھیجے گئے تھے، ان لوگوں میں اتنی جہالت تھی کہ اگر کوئی جانور غلطی سے ان کی چراگاہ سے کسی دوسرے قبیلے کی چراہ گاہ میں داخل ہو جاتا تو اس بات کو بنیاد بنا کر سالوں سال جنگ لڑا کرتے تھے، لیکن یہی لوگ اسلام کے سایہ میں آئے تو اتنے دل والے اور ایک دوسرے پر اتنی جان نچھاور کرنے والے بن گئے کہ جب مکہ سے چند لوگ ہجرت کر کے مدینہ پہونچے تو مدینہ والوں نے کہا کہ دیکھیے! یہ میری ساری زمین ہے اس میں سے آدھی تمہاری اور آدھی میری ہے، یہ میرا مال ہے اس میں سے آدھا تمہارا اور آدھا میرا ہے، میری اتنی بیویاں ہیں جسے تم پسند کرو گے اسے میں طلاق دے دوں گا تم اس سے شادی کر لینا، اللہ اکبر! کیسی تبدیلی آگئی ہے۔

ایک اور مثال یہ ہے کہ عرب کی قوم پانی سے زیادہ شراب پینی والی تھی لیکن جب مدینہ میں یہ اعلان ہوا کہ

شراب حرام ہوگئی ہے تو انہوں نے شراب کو ایسے چھوڑ دیا جیسے کہ وہ جانتے تک نہیں کہ شراب بھی کوئی چیز ہے، یہ کتنی بڑی تبدیلی ہے اندازہ لگایئے!۔

نبی اکرم ﷺ نے فساد، شراب، جوابازی اور فحش میں مبتلا ایک قوم کی ایسی تربیت کی کہ وہ سب کے سب نیک صفات والے بن گئے، نبی اکرم ﷺ نے ان کی تربیت کس بنیاد پر کی؟ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تربیت قرآن مجید اور صحیح احادیث کی بنیادوں پر کی، اسی انقلاب کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاعر کہتا ہے۔

اتر کر حرِا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہو گئی ساری
کھیتی خدا کی
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے
ساری ہلا دی

شاعر تو عرب کے بارے میں کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عرب کی زمین ہلا دی لیکن ہم کہتے ہیں کہ سارے عالَم کی زمین نبی اکرم ﷺ نے ہلا کر رکھ دی، جس وجہ سے آج 1.7 بلین مسلمان دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں اور یہ مسلمان ساری دنیا میں امن کا پیغام دے رہے ہیں۔

اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ فرسٹ ورلڈ وار First World War پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم سکینڈ ورلڈ وار Second World War میں مسلمان شریک ہی نہیں تھے اور نہ کسی عرب ملک نے ان جنگوں میں حصہ لیا تھا،

اس زمین کی پیٹھ پر سب سے بڑا دہشت گردی والا کام اگر کسی نے کیا ہے تو ان فرسٹ ورلڈ وار First World War پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم سکینڈ ورلڈ وار Second World War میں شامل مجرموں نے کیا ہے۔ یہ قرآن مجید اور صحیح احادیث کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ دہشت گردی کے اتنے بڑے واقعہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بچا لیا، یہ اثر قرآن مجید اور صحیح حدیث کا ہی ہے کیونکہ سچے مسلمان صلح پسند ہوتے ہیں اور امن پسند ہوتے ہیں، جہاں کہیں دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے تو سچا مسلمان اس کے قریب تک بھی نہیں جاتا۔

بہر حال نبی اکرم ﷺ کو جب عرب میں مبعوث کیا گیا تو سارا عرب بدل گیا، کل تک جس قوم کو garbage of community یعنی کچرا قوم کہا جاتا تھا اسی قوم کے بارے

میں دنیا نے شہادت دی کہ وہ دنیا کی سب سے بہترین قوم ہے، یہ نبی اکرم ﷺ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

امریکہ میں چند مستشرقین کو اسلام کی دعوت:

ایک مرتبہ جب میں امریکہ گیا تو وہاں پر چند مستشرقین Orientalist جمع تھے، یہ لوگ رہتے تو ہیں امریکہ اور یورپ میں لیکن لکھتے اور بولتے زیادہ تر میڈیل ایسٹ مشرق وسطیٰ کے بارے؛ ان میں بعض کی نیت اچھی ہوتی ہے اور بعض کی نیت خراب ہوتی ہے، ان میں سے اکثر تو اسلام کے خلاف ہی لکھتے ہیں لیکن معلومات نہ ہونے کی وجہ سے بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے، الغرض وہاں کے مسلمان بھائیوں نے مجھ سے کہا " ارشد بھائی! آپ کو ان لوگوں کے

سامنے اسلام پیش کرنا ہے"، میں نے کہا "ٹھیک ہے ہم اسلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کریں گے لیکن آگے ہدایت دینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کام ہے، میں وہاں ان کے درمیان چلا گیا، میں نے امریکن ایکسنٹ American Accent سیکھی تھی، الحمد للہ!، ان سے بات چیت شروع ہوئی، وہاں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ لوگ آپ سے پانچ منٹ سنتے ہیں اور اس کے بعد ایک گھنٹہ سوالات کرتے ہیں، بہر حال انہوں نے سوالات پوچھنا شروع کیا، انہوں نے سوال کیا کہ اگر آپ کا اسلام انسانیت کی عزت کرتا ہے یا پھر اسلام Religion of Humanity ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں مسلمان ہی دہشت گردی کے واقعات میں پکڑے جاتے ہیں"، میں نے جواب دیا:

Sir I am not the advocate of Muslimism I am the advocate of the Islam

سر! میں یہاں پر مسلمانوں کا وکیل بن کر نہیں آیا ہوں بلکہ میں یہاں اسلام کا وکیل بن کر آیا ہوں، آپ مجھ سے مسلمانوں کے بارے میں مت پوچھیے، مجھ سے آپ اسلام کے بارے میں پوچھیے، اگر کوئی مسلمان شراب پیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں شراب حلال ہے، یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے۔ بالکل اسی طریقہ سے اگر کوئی مسلمان دہشت گردی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام میں دہشت گردی جائز ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

If any Muslim indulges in any kind of terrorism, he will be responsible or he will be accountable, but Islam will not be accountable and Islam will not be responsible

اسلام کسی دہشت گردانہ عمل کی ذمہ داری نہیں لیتا کیونکہ ہم اسلام فالو کرنے والے ہیں مسلمانوں کو فالو کرنے والے نہیں ہیں، اگر کوئی مسلمان شراب پیتا ہے تو یہ مسلم ازم ہے، اسلام نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان شرک کرتا ہے تو یہ مسلم ازم ہے یہ اسلام نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان بدعت کرتا ہے تو یہ مسلم ازم ہے، اگر کوئی مسلمان دہشت گردی کے اعمال انجام دیتا ہے تو یہ مسلم ازم ہے، ایسے گناہ کے کام اسلام نہیں ہیں۔ اسلام وہ ہے جو قرآن میں ہے اور حدیث میں ہے، آج کسی مسلمان کو دیکھ کر آپ اسلام مت سمجھیے بلکہ اگر اسلام سمجھنا ہے تو پہلے قرآن وحدیث سمجھیے۔ہاں! اگر کسی انسان کو اسلام کی تصویر کے طور پر دیکھنا ہے تو محمد ﷺ کو دیکھیے، آج کے بعض مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام کی خوبیوں کے بارے میں جج مت کیجیے۔ ان مستشرقین Orientalists نے سارے

سوالات اور جوابات سن کر کہا کہ اگر یہ اسلام ہے تو ہم ایسے اسلام کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

پنجاب میں چند غیر مسلموں کو اسلام کا تعارف:

جب میں پنجاب گیا تو وہاں پر بھی مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ اسلام دہشت گردی اور امن کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ میں نے ان کے سامنے سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 32 پڑھی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ""ترجمہ: اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا

ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے"۔

اس کا مطلب ہے کہ اسلام میں دہشت گردی حرام ہے، چوری چوری ہے چاہے مسلمان کرے یا غیر مسلم کرے، جو بھی غلط کرے وہ غلط ہی ہے، اسی طریقہ سے دہشت گردی غلط ہے چاہے مسلمان کرے یا چاہے غیر مسلم کرے، اگر مسلمان نے ایسا کیا ہے تو ہم اس کا ساتھ نہیں دیتے، اگر کسی مسلمان نے دہشت گردی کا عمل کیا یا کسی معصوم بچی کو مار دیا یا پھر کسی معصوم بچی کو اس نے ستایا یا کسی ہندو، کرسچن، سکھ، جین یا پھر کسی بھی مسلمان یعنی کسی بھی

معصوم انسان Innocent Human کو اگر اس نے ستایا تو ہم کہیں گے کہ یہ غلط مسلمان ہے اور اس کا یہ کام غلط کام ہے، کیونکہ قرآن مجید کی سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 اور آیت نمبر 32 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی قسم کی دہشت گردی حرام ہے۔

پنجاب میں تمام بڑے بڑے ہندو پنڈتوں کے سامنے ایک مثال رکھ کر میں نے سمجھایا کہ اگر میرے جسم سے خون کا ایک بوتل نکالا جاسکتا ہے اور مجھ سے کوئی ڈاکٹر کہے کہ فلاں ہندو بھائی ہے جو زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے اگر آپ اسے اپنے خون کی ایک بوتل دیں گے تو اس کی جان بچ جائے گی تو میں خوشی سے یہ کہوں گا کہ میرے جسم سے خون لے لو اور اس ہندو بھائی کی جان بچالو۔ جیسے نماز پڑھنے پر ثواب ملتا ہے اسی طرح مجھے کسی ایک انسان کی جان چاہے وہ کسی ہندو کی ہو یا کسی کرسچن کی ہو یا کسی سکھ کی ہو یا کسی جین کی ہو بچانے پر بھی ثواب ملے گا، ان شاء اللہ! کیونکہ اللہ سبحانہ و

تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا:" وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا "(سورۃ المائدۃ:32)"اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا" ، یہاں پنجاب میں دینِ اسلام کی بات میں نے لوگوں کے سامنے رکھی تو اس وقت یہاں 300 سکھ بھی موجود تھے الحمد للہ!۔

کلکتہ میں جین مت کے پیروکاروں کو اسلام کا تعارف:

ایک مرتبہ کلکتہ میں ایک بڑا پروگرام تھا، وہاں پر جین مت کے ماننے والے چند پنڈت تھے، میں نے یہاں پر بھی اسی آیت کو پیش کیا، اور ایک سچے واقعہ سے ان لوگوں کو سمجھایا، میں نے کہا کہ اسلام دہشت گردی کے خلاف بڑا سخت ہے، یہاں تک کہ اسلام ہندوستان کے جتنے بھی شہری ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب اور مسلک کے ماننے والے ہوں

ان سب کی جان، ان کے مال اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

میں نے وہاں پر ایک سچا واقعہ بھی سنایا کہ مجھے ایک مرتبہ کسی کا فون آیا، فون کرنے والے نے کہا" ارشد بھائی! میرے پڑوس میں ایک کام کرنے والی غیر مسلم عورت ہے اس کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے اور وہ عورت کہیں گئی ہوئی ہے لیکن آنے میں دیر ہو رہی ہے اور بچہ رو رہا ہے، اس کی آنکھیں بھوک کی وجہ سے باہر آچکی ہیں، بچہ کا رنگ بدل چکا ہے، اس بچے کو وہ دودھ پلائیں اور اس کی جان بچانے کی کوشش کریں؟"، میں نے کہا" بھائی! آپ فون کر کے خواہ مخواہ ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں، آپ جاؤ! اور جلدی سے اپنی بھابھی سے کہو کہ اس بچے کو دودھ پلائے اور اس بچے کی جان بچانے کی کوشش کرے، ایسا کرنے سے ٹھیک اسی طرح ثواب ملے گا جیسے نماز پڑھنے روزہ رکھنے یا پھر حج کرنے سے

ثواب ملتا ہے، معصوموں کی جان بچانے میں بھی ثواب ملتا ہے "، جیسے ہی میں نے یہ کہا تو جین مت کے پنڈت نے مجھے گلے لگا لیا، اور کہا کہ اسلام میں اگر اتنی اچھی تعلیمات ہیں تو آج تک ہمیں یہ باتیں معلوم نہیں تھیں، کسی نے بھی ہمیں یہ باتیں نہیں بتلائیں۔

آپ غور کریں گے کہ ہر جگہ اسلام کی تعلیمات سے متعلق باتیں سننے سے کوئی بھی غیر مسلم پریشان نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اسلام تو فطرت کی آواز ہے، لیکن ہماری وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے، ہمیں چاہیے کہ پہلے ہم اسلام سمجھیں، قرآن مجید سمجھ کر پڑھیں، احادیث پڑھیں، اپنی عبادات کو نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق چیک کریں، ہر بات پروف کے ساتھ لینے کی کوشش کریں، پہلے خود اچھی طریقہ سے اسلام سمجھیں اور پھر دوسروں کو بھی سمجھائیں۔

4:مساوات کی تعلیم ہے:

اسلام میں سوشل ڈسکریمنیشن Social Discrimination سماجی ذات پات نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہ اونچی ذات ہے یہ نیچی ذات ہے وغیرہ، اسلام میں ایسی فکر نہیں ہے۔ لیکن بعض مسلمانوں نے معاشرہ میں خود سے اونچ نیچ کے قاعدے بنالیے ہیں اور یہ مسلم ازم ہے اسلام ازم نہیں ہے۔

بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ سید ہے، فلاں مرزا ہے، وہ شیخ ہے، یہ پٹھان ہے، وہ انصاری ہے، فلاں جُلاہا ہے، یہ بڑے خاندان کا ہے اور وہ چھوٹے خاندان کا ہے وغیرہ، یہ طریقہ بعض مسلمانوں نے خود سے بنالیا ہے لیکن اسلام میں ایسا کوئی طریقہ یا قانون نہیں ہے۔ یہ شرارت مسلم ازم ہے جیسے مسلمانوں میں شرک ہے اور مسلمانوں میں بدعت ہے ایسے ہی مسلمانوں میں بعض طبقے ہیں جو ایک دوسرے سے

شادی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ میں بڑے خاندان کا ہوں اور وہ چھوٹے خاندان کی لڑکی ہے، میں اس سے شادی کیوں کروں؟ اس لیے شاعرِ مشرق اقبال رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

سچا مسلمان ذات اور خاندان کی اونچ نیچ میں نہیں پڑتا۔

حیدرآباد میں ایک غیر مسلم کو اسلام کا تعارف:

حیدرآباد کی ایک بڑی اور مشہور مسجد مکہ مسجد ہے، اس مسجد میں ایک درخت ہے اور اس درخت کے نیچے ایک چبوترہ ہے اور یہاں ایک غیر مسلم کو یہ آیت کا معنی سمجھایا۔ یہ واقعہ 1996 کا ہے، اس وقت میں نے دعوتی کام پہلی مرتبہ

شروع کیا تھا، جب میری عمر تقریبا18 یا19 سال کی تھی، میں نے سوچا کہ چلو ٹیسٹ کرتے ہیں جو قرآن مجید میں ہم نے پڑھا ہے اس کی جانچ کر کے دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا لوگوں کی طرف سے کیارد عمل آتا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ حجرات سورہ نمبر 49 کی آیت نمبر 13 میں مذکور ہے، اللہ تعالی کاارشاد ہے: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"
"ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے"۔

اسلام میں کسی بھی قسم کی عصبیت racial discrimination نہیں ہے، یہ اونچا ہے اور یہ نیچا ہے ایسا کچھ نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر مسلم بھائیوں کو اسلام کے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے۔

پردے کی تعلیمات خواتین کی عزت اور حفاظت کے لیے ہیں :

یہاں خواتین بھی موجود ہیں لہذا میں ان کے لیے ایک بات بتلا دیتا ہوں، امریکہ میں ایک عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ " آپ کا جو قرآن ہے وہ بڑا سخت ہے کہ خواتین کو پردے کا حکم دیتا ہے، آپ لوگ خواتین کو قید کر کے رکھتے

ہیں، انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے ہیں"، میں نے ان محترمہ سے کہا" قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ احزاب سورہ نمبر 33 کی آیت نمبر 59 میں ارشاد فرمایا: " يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا""

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔ اس آیت کی رُو سے میں نے یہ بات واضح کی کہ حجاب عورت کے لیے قید نہیں ہے بلکہ حجاب کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ حجاب سے عورتوں کی حفاظت ہوتی ہے، Hijab is the

symbol of security کہ حجاب عورت کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

Hijab is the symbol of protection and Hijab is the symbol of dignity, Hijab is not the symbol of digitation "

پھر اس عورت نے سوال کیا" پھر آپ کے پاس محرم کا سسٹم کیوں ہے؟ عورت اکیلی باہر نہیں جا سکتی اور دور کا سفر تنہا نہیں کر سکتی، محرم ساتھ ہو تو سفر کر سکتی ہے ورنہ نہیں، یہ ایسا کیوں ہے؟"، میں نے کہا" کیا آپ کو یہ پسند نہیں ہے کہ آپ دور کا سفر کریں اور آپ کا ایک body guard آپ کے ساتھ ہو جو آپ کی حفاظت کرے؟ body guard کس کو دیتے ہیں؟ body guard اسے دیتے ہیں جو بڑی عزت والا ہو جیسے پرائم منسٹر یا کوئی اونچے عہدے والا ہو، بڑے بڑے اونچے عہدے والے کو باڈی گاڈ body guard

ملتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس عورت کا اونچا عہدہ ہے اس لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عورت کے لیے باڈی گاڈ body guard کا انتظام کیا ہے اور کہا ہے کہ محرم کے ساتھ دور سفر میں جاؤ اور اپنے ساتھ یہ باڈی گاڈ لے کر جاؤ تا کہ ہندوستان میں یا کہیں بھی عورتوں کے خلاف جرائم نہ ہوں، ان کا کوئی نہ کوئی محافظ ہو، اور میں آپ کو بتلاؤں کہ جہاں پردہ کا سسٹم ہے وہاں کرائم ریٹ گرا ہوا ہے، اور جہاں پردہ اور حجاب کا سسٹم نہیں ہے وہاں encyclopedia کے مطابق کرائم ریٹ بہت ہی زیادہ اونچا ہے، آپ کا یہ جاننا ضروری ہے کہ ڈکن کرانیکل Deccan Chronicle 2005 کی رپورٹ کے مطابق ایک سروے ہوا تھا، اس سروے میں تمام غیر مسلم خواتین کہہ رہی ہیں کہ جس وقت ہم ٹائٹ Tight کپڑے پہنتی ہیں، خوشبو لگاتی ہیں اور رنگیلے لباس پہنتی ہیں اس وقت ہمیں مرد بہت گھور گھور کر دیکھتے ہیں لیکن جس وقت ہم

ڈھیلے ڈھالے اور سادھے کپڑے پہنتے ہیں تو ہمیں مرد گھور کر پریشان نہیں کرتے۔ باقاعدہ حیدرآباد میں پولنگ ہوئی، 70 فیصد عورتوں نے یہی فیڈ بیک دیا اور باقی کی 30 فیصد عورتیں خاموش تھیں۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ اسلام فطرت کی آواز ہے، اسلام کی خوبیاں ہی خوبیاں ہیں۔

5: خصوصیت اسلام کی جامعیت:

اسلام میں توازن ہے، اسلام فِٹ فار آل Islam is fit for All ہے، اسلام Fit for all generation ہے، اسلام ہر جگہ اور ہر وقت کے لیے ابدی طور پر فِٹ ہے۔ اسلام عالمی Universal دین ہے، اسلام اتنا متوازن ہے کہ اگر آپ نماز ٹھہر کر نہیں پڑھ سکتے ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ سکتے ہیں، لیٹ کر بھی

اگر آپ نہیں پڑھ سکتے تو آپ آنکھ کے اشاروں سے نماز ادا کر سکتے ہیں،۔

اسلام میں بہت آسانی ہے، اگر آپ بیمار ہیں روزہ نہیں رکھ سکتے تو آپ اچھے ہونے کے بعد ان روزوں کی قضاء کریں، لیکن آپ ایسے بیمار ہیں کہ آپ کبھی اچھے نہیں ہو سکتے تو اس کے لیے آپ کے پاس آپشن ہے کہ آپ اپنے روزہ کے کفارہ کے طور پر ایک مسکین کو کھانا کھلا دو! آپ کو روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا، ان شاء اللہ!۔

اسلام پر عمل کرنا بڑا آسان ہے، اگر عاجز ہو یا پانی میسر نہیں ہے تو تیمم کر لو!، برف باری ہے یا ٹھنڈی بہت زیادہ ہے پانی سے وضو کرنا مشکل ہے اور یہ خوف ہے کہ اگر میں وضو کروں گا تو بیمار ہو جاؤں گا اور گرم پانی بھی میسر نہ ہو تو تیمم کر لو!، پانی موجود نہیں ہے یا پانی فی الوقت ختم ہو چکا ہے تو تیمم کر لو!۔ اگر مسافر ہو سفر کر رہے ہو تو چار رکعت والی نماز

دو رکعت پڑھ لو!۔ اسلام بڑا آسان ہے، اسلام تمام کے لیے فٹ ہے:

"Fit for everyone, fit for all times, fit for every generation, fit for every community, and fit for all kinds of topics."

دینِ اسلام میں ہر قسم کے موضوع پر آپ کو رہنمائی ملے گی، ایسا بھی نہیں کہ یہ صرف باتیں ہیں یا پھر صرف ایک نظریہ ہے جو چلا آرہا ہے بلکہ یہ تمام چیزیں مکمل متن (نص، Text) کی شکل میں موجود ہیں، صحیح بخاری جو کتاب ہے اس کی صرف فہرست index بیس 20 صفحات پر مشتمل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے زندگی کے ہر موضوع پر نص (متن، Text)دیا ہے، دنیا کے کسی بھی مذہب نے نص Text کی شکل میں اتنی تفصیل زندگی کے ہر مسئلہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں پیش نہیں کی ہے اور کوئی مذہب اتنی تفصیل

پیش بھی نہیں کر سکتا، الحمد للہ! ہمارے پاس قرآن مجید کا Text ہے، صحیح احادیث کا Text ہے، یعنی اس میں بہت ساری خوبیاں موجود ہیں۔

6:اسلام امن کا ضامن ہے:

اسلام نے امن کے قیام کے لیے سنہرے اصول Golden Rule دیے ہیں، امن کیسے قائم ہوتا ہے؟ وہ کونسے سنہرے اصول ہیں؟ امن قائم کرنے کے جو محرکات ہیں انہیں بنیادی طور پر تین چیزوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، 1 :توحید 2: رسالت اور 3: آخرت۔

1۔ توحید کا کیا مطلب ہے؟ توحید کا مطلب یہ ہے کہ پانچ چیزوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حوالے کرنا، 1۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات 2۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نام 3۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات 4۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کام اور 5۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کے لیے کی جانے والی عبادات، ان پانچوں میں اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے سارے حقوق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حوالے کرنے کا نام توحید ہے۔ توحید ماننے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ عقیدہ توحید کے بے شمار فوائد ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا "(سورۃ النساء:1)"بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے"۔

جیسے اگر کوئی انسان چُھپ کر رات کے اندھیرے میں دہشت گردی کا منصوبہ بنا رہا ہے کہ چلو! فلاں جگہ جا کر ان معصوموں کو ستائیں گے لیکن اچانک اس کے دماغ میں یہ خیال آئے گا کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، کوئی پولیس والا نہیں دیکھ رہا ہے، کوئی انسان نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے، اگر وہ سچا مسلمان ہو گا تو کیا وہ دہشت گردی کرے گا؟ ہر گز!

نہیں کرے گا کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں، اسی لیے سچا اور پکا مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کبھی دہشت گردی کے قریب نہیں جاسکتا۔

گھر کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں یہ توحید کیسے ایک انسان کی مدد کرتی ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: " اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا (1)" سورۃ النساء، ۱ " بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے". مثلاً ساس بہو کے خلاف سازش کر رہی ہے، اس کی بے عزتی کر رہی ہے اور بہو ساس کے خلاف سازش کر رہی ہے کہ اسے کسی بھی طریقہ سے اس کے شوہر سے دور کیا جائے، اچانک اگر یہ آیت یاد آئے گی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں تو کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف سازش کریں گی؟

اسی طریقہ سے بزنس میں ایک پارٹنر دوسرے پارٹنر کے خلاف، ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے خلاف کسی بھی قسم کی چالبازی اور دھوکہ دھڑی کرنے کی پلاننگ کر رہا ہو تو اچانک اگر اسے یہ آیت یاد آجائے گی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو کبھی بھی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ نتیجہ میں ہر جگہ امن و امان کا ماحول ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:" ليس المؤمنُ بالذي يشبعُ وجارُه جائِعٌ إلى جنبَيْهِ"

"ترجمہ: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا بھائی بھوکا پڑوس میں سوتا رہے"۔

(صحیح الجامع:5382)

عقیدہ توحید کے ماننے والوں کو یہ سوچ دی گئی ہے کہ انسان خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور یوں ہی سو نہ جائے بلکہ وہ دیکھے کہ کہیں اس کا پڑوسی بھوکا تو نہیں سُو رہا ہے، چاہے وہ

پڑوسی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں؟ اگر کسی مسلمان کے گھر کے پڑوس میں کوئی کرسچن یا کوئی ہندو رہتا ہے، رات میں مسلمان پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے اور اس کا غیر مسلم پڑوسی بھوکا سوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ کہہ رہے ہیں کہ وہ مسلمان مومن نہیں ہے، اس نے رات میں ایسا برا کام کر کے اپنے ایمان کو کم کر دیا ہے۔ اسلام نے عقیدہ توحید کے ماننے والوں کو یہ سوچ دی ہے کہ روزانہ اپنے پڑوسیوں سے آپ سوالات کرتے رہیں کہ بھائی! کیا آپ اچھے ہیں یا نہیں ہیں؟ خیریت سے ہیں یا نہیں ہیں؟

بلکہ اسلام نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ " من قتل مُعاهَدًا لم يَرَحْ رائحةَ الجنَّةِ " (صحیح بخاری: 3166) "جس نے کسی معاہد کا قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکے گا"، یہ معاہد کون ہے؟ معاہد کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیر مسلم جو مسلم ملک میں یا اسلامی ملک میں مسلمانوں سے

اگر یمنٹAgreement کے ساتھ رہتا ہے۔ ہمارا ہندوستان کونسا ملک ہے؟ یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ کیا ہوا ملک ہے جسے "دار العہد" یا "دار الامن" Place of Agreement کہا گیا ہے، اس ہندوستان میں سب کے سب اگر یمنٹ کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ مِل کر جی رہے ہیں، اس امن والی جگہ یا پھر Place of Agreement پر کوئی مسلمان کسی کا ناحق قتل کرے گا تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکے گا۔ ان چیزوں سے غیر مسلموں کو بھی واقف کرانا ضروری ہے، اگر آپ انہیں یہ اسلامی باتیں بتلائیں گے تو وہ لوگ آپ کی عزت کریں گے اور آپ کو محبت کی نظر سے دیکھیں گے۔

میں نیپال گیا ہوا تھا، وہاں ایک چھوٹا سا پروگرام رکھا گیا تھا، پروگرام میں خود میں اور میرے ساتھ ایک اور فرد بحیثیت خطیب یا مہمان مدعو تھے، ہم دونوں ہی مسلمان تھے باقی کے سب غیر مسلم تھے، جن کی تعداد 300 سے بھی زائد

تھی، آپ تعجب کریں گے کہ ماحول بڑا سرد تھا، پہاڑوں سے ٹھنڈی ہوائیں آرہی تھیں، رات کے 3 بج چکے تھے لیکن وہ غیر مسلمین مجھے جانے نہیں دے رہے تھے، کبھی میں ایک آیت پڑھتا تو کبھی دوسری آیت پڑھتا، تین بَجنے کے بعد میں نے ان سے کہا کہ کیا میں اب جاؤں کیونکہ اب کچھ ہی دیر بعد میری فلائیٹ ہے؟ انہوں نے کہا " آپ کی دوسری فلائٹ بُک کر دیں گے لیکن آپ صبح تک بولتے رہیے!"۔

یہ کون ہیں؟ یہ غیر مسلم ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ " آپ قرآن مجید پڑھو کیونکہ ہمیں سکون مِل رہا ہے"، میں نے کہا کہ میں آپ کو ایک آیت سناتا ہوں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ

الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ "(سورۃ البقرۃ: 177) "ترجمہ: ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منھ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھاوہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام کی پندرہ خوبیاں ذکر کی ہے:

پہلی پانچ یہ ہیں، 1۔ ایمان باللہ 2 آخرت 3۔ ایمان بالملائکۃ 3۔ ایمان بالکتاب اور 4۔ ایمان بالأنبیاء۔

(اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ کچھ عقیدہ رکھ لیں اور جو چاہیں وہ عمل کریں، کسی کا خیال نہیں کرنا اور کسی کے ساتھ مروت نہیں کرنا ایسا نہیں ہے، کیونکہ نیکی یہ نہیں ہے کہ صرف وقت ہو جائے تو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھ لیں اور چلتے پھرتے نظر آئیں) بلکہ ں خوبی یہ ذکر کی گئی ہے کہ مال اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت میں اپنے رشتہ داروں کو، یتیموں کو، مسکینوں کو، مسافروں کو اور مانگنے والوں کو دیں کیونکہ وہ اپنی عزت آپ کی جھولی میں رکھ رہا ہے، اس کی لاج رکھیں۔ مانگنے والا صحیح تندرست اور غیر مستحق ہے تو غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کریں، اس کے بعد نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہاں پر پہلے بندوں کے حقوق بتلائے ہیں پھر اس کے بعد نماز اور زکوۃ وغیرہ کا ذکر کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں کے حقوق کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں، پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ جس ملک میں آپ رہتے ہیں اس ملک کے اگریمنٹس Agreements پورے کرنا چاہیے۔

کون کہتا ہے کہ اسلام اس ملک کے لیے خطرہ ہے؟ اسلام تو اس ملک کے لیے امن و شانتی کا مذہب ہے کیونکہ یہ مذہب اپنے ماننے والوں کو اس ملک کے اگریمنٹس Agreements پورے کرنے اور وفا کرنے کا حکم دیتا ہے، ہم جب اپنا آدھار کارڈ بناتے ہیں یا پھر پاسپورٹ بناتے ہیں تو ہم یہ اگریمنٹس Agreements کرتے ہیں کہ ہم یہاں پر سب کے ساتھ مِل جل کر رہنے کے لیے تیار ہیں، لیکن دین کے معاملہ میں کوئی مفاہمت compromise نہیں ہو گی،

دنیوی اعتبار سے سب کچھ ہو سکتا ہے، ہر مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ آپ اچھے تعلقات رکھ سکتے ہیں لیکن دین میں کسی بھی قسم کی مفاہمت یا غیر قوم کی طرف جُھکاؤ نہیں برداشت کر سکتے۔

پھر اللہ سبحانہ و تعالی اس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ صبر کرنے والوں کے سامنے حالات کسی بھی طرح کے ہوں مشکل سے مشکل اور سخت سے سخت ترین حالات کیوں نہ ہوں انہیں صبر و استقامت سے کام لینا چاہیے۔ ہر حالت میں اسلام پر صبر و استقامت کے ساتھ ڈٹ جانا چاہیے۔ یعنی اسلام صرف عقیدہ کا نام نہیں ہے بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرنے کا نام ہے، تمام حقوق ادا کریں گے تو آپ مسلمان کہلائیں گے۔ یہاں پر پوری complete way of life بتلائی جارہی ہے، اگر کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ میں نے صرف قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھ لی ہے، میں نے کعبہ جا

کر نماز پڑھ لی ہے، میں نے بیت المقدس جا کر نماز پڑھ لی ہے یا پھر میں نے مسجد نبوی جا کر نماز پڑھ لی ہے، تو اسلام مکمل نہیں ہو گیا، دین اس وقت مکمل ہوتا ہے جس وقت ہم حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ساتھ بھی اچھے رہیں گے، ان کے حقوق بھی ادا کریں گے۔

ہماری توحید بھی اسی وقت پُختہ ہو گی جب کہ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ اچھے رہیں گے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ اگر ہم شرک کر رہے ہیں تو اسلام مکمل نہیں ہو گا۔

اور اگر ہم لوگوں کے حقوق تلف کر رہے ہیں تو بھی غلط ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس آیت کے آخر میں کہہ رہے ہیں : " أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" "یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں"۔

وقت بہت کم ہے لہذا ایک اور آیت سُنا کر میں اپنی بات ختم کر دیتا ہوں، سورہ نساء سورہ نمبر 4 کی آیت نمبر 36

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا" "ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا"۔

اس آیت میں تقریبا10 خصوصیات بتلائی گئی ہیں:

1۔ اللہ تعالی ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے

2۔ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کریں

3۔ رشتہ داروں کا خیال رکھیں

4 یتیموں کا خیال رکھیں

5۔ مسکینوں کا خیال رکھیں

6۔ رشتے دار پڑوسیوں کا خیال رکھیں، (اس آیت میں کہا گیا ہے کہ "وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ" پڑوسی میں اگر رشتہ دار ہوں تو وہ سب سے پہلے حقدار ہیں اور ان کے دو حقوق ہیں، 1۔ رشتہ داری کا حق 2۔ پڑوسی کا حق۔)

7۔ اجنبی پڑوسیوں کا خیال رکھیں، (کبھی پڑوسی اجنبی بھی ہو سکتا ہے، وہ کوئی اور مذہب کا ماننے والا بھی ہو سکتا ہے، وہ ہندو بھی ہو سکتا ہے، وہ جین مت کا ماننے والا بھی ہو سکتا ہے، وہ کرسچن بھی ہو سکتا ہے اور وہ سِکھ بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ تمہارا پڑوسی ہے اس کا خیال رکھو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لا يَدخُلُ الجنَّةَ مَن لا يَأمَنُ جارُه بوائقَه "
(صحیح مسلم:46)

"ترجمہ: وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کے شر سے اور تکالیف سے محفوظ نہ ہو"۔

اگر آپ اپنے گھر میں بڑی آواز سے آڈیو یا ویڈیو وغیرہ کچھ سُن رہے ہیں جس سے پڑوسی کو تکلیف ہو رہی ہو یا پھر بارش کا پانی آپ کے پاس سے پڑوسی کے پاس جا رہا ہو اور اسے اس سے تکلیف ہو رہی ہو یا آپ شور سے لڑائی کر رہے ہیں اور گالی دے رہے ہیں جس سے پڑوسی کو تکلیف ہو رہی ہو تو یہ سب شریعت میں درست نہیں ہے اور اسلامی اخلاق و کردار کے منافی ہے۔

8-اور پہلو کے ساتھی سے

9۔ ابن السبیل یعنی مسافروں کے ساتھ بھی نیک سلوک کریں

10۔ دسویں خصوصیت اگر میں بتلاؤں گا تو آنکھوں میں پانی آجائے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ "جنگ میں ہارے ہوئے دشمن جو تمہارے پاس غلام بن چکے ہیں ان کے ساتھ بھی ہمدردی کیا کرو، اللہ اکبر!، یہ کونسا دین ہے جو جنگ میں ہارے ہوئے دشمن کے ساتھ جنہیں اکثر قتل کر دیا جاتا ہے ہمدردی کرنا ضروری قرار دے رہا ہے؟ جو مذہب جنگ میں ہارے ہوئے دشمن کے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے تو پھر آزاد یا معاہد قوم کو قتل کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہے؟ حالانکہ آج ہم ہندوستان میں رہتے ہیں اور یہاں پر معاہدہ کر کے جی رہے ہیں اور ہم سب آزاد ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ غرور کرنے والوں اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، مطلب یہ ہے کہ بڑے نرم مزاج اور متواضع Humble بنیے! اور ہمدردی کرنے والے بنیے!

کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ارحَموا من في الأرضِ يرحَمْكم من في السَّماءِ "(سنن ترمذی: 1924) "ترجمہ: تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا"۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے اور آپ تمام کو اسلام کی خوبیاں جان کر دوسروں تک اس کی تبلیغ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

☆☆☆

علم اور علماء کی اہمیت و فضیلت

عناصرِ خطبہ:

تمہید

علم کی اہمیت و فضیلت تین آیات کی روشنی میں

عالم اور جاہل دونوں برابر نہیں ہو سکتے

پہلی وحی میں ہی پڑھنے کا حکم

نبی ﷺ کو طلبِ علم کی دعا کا حکم

علم کی اہمیت و فضیلت چار احادیث کی روشنی میں

علم اور علماء کے لیے اللہ تعالی کے انعامات

طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے

دینی علم پر عمل سے متعلق کل قیامت کے دن سوال ہو گا

علمِ نافع کی دعا

علم کی اہمیت و فضیلت دس واقعات کی روشنی میں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی حصولِ علم کے لیے محنت

امام بخاری رحمہ اللہ کی محنت، جستجو اور علمی امانت

امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام ابو ذرعۃ رحمہ اللہ کی طلبِ حدیث کی خاطر مشقت

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ذہانت اور امانتداری

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ اور علم کے لیے ان کی محنت

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ اور علم کے لیے ان کی محنت

دیگر اسلاف کرام رحمھم اللہ کا علمی تبحر اور ان کی محنت و مشقت

آج آپ کے سامنے جس موضوع پر میں خطبہ جمعہ پیش کرنے جارہا ہوں وہ ہے " علم اور علماء کی اہمیت "، اس موضوع کو میں آپ کے سامنے چند آیات و احادیث اور دس سنہرے واقعات کی روشنی میں بیان کروں گا، ان شاء اللہ!۔

اس موضوع کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک عرب عالمِ دین کا بیان سُن رہا تھا، انہوں نے اپنے خطاب میں بڑے پیارے نکات بیان کیے تھے، میں نے سوچا کہ اس خطاب کو اردو میں ہماری عوام کے سامنے پیش کردوں تاکہ بہت سارے اردو جاننے والے بھائیوں میں بھی اسلامی اور شرعی معلومات حاصل کرنے کا ایک جذبہ پیدا ہو جائے، ان شاء اللہ!۔

ان عرب عالم دین نے خطبہ کی جو شروعات کی تھی وہ مجھے بڑی پسند آئی، انہوں نے خطبہ کی شروعات مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے کی کہ یہ جتنے

مؤمن بھائی مسجد میں خطبہ سننے کے لیے آئے ہوئے ہیں انہیں نماز کا بڑا شوق ہے تب ہی تو یہ مسجد میں آئے ہوئے ہیں۔ ایک مؤمن نماز جان بوجھ کر نہیں چھوڑ سکتا، جب کبھی اس سے نماز چھوٹ جاتی ہے تو اسے بہت غم ہوتا ہے، ایک مؤمن جب اذان سُنتا ہے تو اسے اپنے سارے کام معمولی لگتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا تمام لوگ بغیر علم کے اپنی نماز پڑھ سکتے ہو؟

اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا اہم رکن ہے اور آپ کو نماز کی اہمیت و فضیلت کا بھی اندازہ ہو جائے لیکن آپ کو یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے تو آپ کی اتنی ساری جانکاری کا مکمل فائدہ حاصل نہیں ہو گا، اسی طرح ایک مؤمن کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے اَنجانے میں بھی شرک نہ ہو، اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ساری زندگی توحید اور شرک میں

فرق کرتے ہوئے گذارے لیکن آپ مجھے یہ بتلائیں کہ بغیر علم کے وہ انسان کیسے توحید اور شرک میں فرق کر سکتا ہے؟ اس علم کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر انسان سیدھے راستہ کا پتا ہی نہیں لگا سکتا، اور اس حالت میں وہ منزل تک بھی کس طرح پہونچے گا؟

اسی طرح ایک مؤمن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بدعت سے بچتے ہوئے ساری زندگی گذارے، لہذا آپ مجھے یہ بتلائیں کہ انسان بغیر علم کے سنت اور بدعت میں فرق کیسے کر سکتا ہے؟ انسان کو اگر دینی اور اسلامی معلومات حاصل نہ ہوں گی تو وہ ہو سکتا ہے کہ توحید کو شرک سمجھ جائے اور شرک کو توحید سمجھ جائے، انسان کے پاس اگر علم نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ سنت کو بدعت سمجھ جائے اور بدعت کو سنت سمجھ جائے۔

ایک مؤمن کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ معاملہ داری کو بالکل صاف وشفاف رکھے، اور ہمیشہ کاروبار میں حرام سے بچے لہذا مجھے یہ بتلائیں کہ علم کے بغیر انسان حلال و حرام کاروبار میں فرق کیسے کر سکتا ہے؟

انسان سے اسی علم کے بارے میں کل قبر میں سوالات ہوں گے، جب انسان اپنے کسی بھائی کو دَفنا کر لوٹتا ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ کَل کے دن وہ بھی اسی قبر میں آکر سونے والا ہے اور اس سے بھی قبر میں سوالات کیے جائیں گے۔ اور عام طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قبر میں صرف تین سوالات ہوں گے جب کہ احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قبر میں چار سوالات ہوں گے، 1۔ پہلا سوال یہ ہو گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ 2۔ دوسرا سوال یہ ہو گا کہ تمہارا دین کونسا ہے؟ 3۔ تیسرا سوال یہ ہو گا کہ تمہارے نبی کون ہیں؟ ان تینوں سوالات کے جوابات کے بعد ایک اور اہم سوال یہ ہو گا کہ

ان تینوں جوابات کے بارے میں تم نے جو معلومات حاصل کی ہیں یہ کہاں سے حاصل کی ہیں؟ یا پھر یہ معلومات سُنی سُنائی ہیں اور لوگوں کے مُنہ سے سُن کر تم نے بھی بغیر تحقیق کیے یہ علم حاصل کر لیا ہے؟ یا خود تم نے اسے پڑھ کر اور سمجھ کر اس پر عمل کیا ہے؟ یعنی تین سوالات کے جوابات خود سے علم حاصل کر کے معلوم کیے ہیں یا نہیں؟

اگر یہ کوئی مؤحد اور مؤمن ہو گا تو یہ جواب دے گا کہ میں نے ان سوالات کے جوابات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اپنے نبی پر نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں پڑھ کر معلوم کیے ہیں۔ اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سب سوالات اور ان کے جوابات بغیر علم کے حاصل کرنا ممکن ہے؟

انسان کی ساری خواہشات علم کے آگے مجبور ہے کہ اس کے بغیر ان خواہشوں کی تکمیل ناممکن ہے، وہ بغیر علم کے

حق و باطل میں فرق نہیں کر سکتا، بغیر علم کے وہ حلال اور حرام میں فرق نہیں کر سکتا، بغیر علم کے وہ سنت و بدعت اور توحید و شرک میں فرق نہیں کر سکتا، اور یہاں تک کہ قیامت کے دن جو سوالات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کرے گا ان کے بارے میں بھی علم کے بغیر آخرت کی تیاری کیسے کی جاسکتی ہے؟ جب تک انسان کے پاس علم نہ ہو گا وہ آخرت کے ان کَھٹن مَرحلوں کو گذار نہیں سکتا۔

ہم اس خطبہ کو تین مَرحلوں میں تقسیم کرتے ہیں، پہلے مرحلہ میں قرآن مجید کی تین آیات آپ کے سامنے رکھی جائیں گی، دوسرے مرحلہ میں چار احادیث پیش کی جائیں گی اور آخری مرحلہ میں علم کے تعلق سے دس سنہرے واقعات بیان کیے جائیں گے، ان شاء اللہ!۔

ان واقعات میں بعض واقعات میں نے اپنی چھوٹی عمر 13 سال میں سنے تھے، اس وقت میری یہ حالت تھی کہ میں

پورے 24 گھنٹوں میں سے صرف 3 گھنٹے ہی سُویا کرتا تھا، باقی 21 گھنٹے پڑھائی اور دیگر ضروری کاموں میں لگایا کرتا تھا، میں ایسا لگاتار چھ سال تک کرتا رہا۔ آج بھی کبھی کبھی اگر میں یہ سوچتا ہوں کہ اُس عمر میں یہ جذبہ اور طاقت کہاں سے آئی ہو گی تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کے لیے ایک سبب یا ایک سے زائد اسباب بنائے ہوئے ہیں، لہذا ایسے جذبہ کے لیے اور اس طاقت کے لیے ہمیں یہ سبب اختیار کرنا چاہیے کہ ہم محدثین کرام اور علماء کرام کے واقعات پڑھیں، قدیم زمانہ کے علماء کرام نے جو کتابیں لکھی ہیں اگر ہمیں ان کتابوں کے لکھنے میں جو محنتیں لگی ہوئی ہیں صرف ان کا اندازہ ہو جائے تو ہماری نمازوں کی سُستی اور ہم میں علم کے معاملہ میں، توحید و شرک کے معاملہ میں اور اسی طرح سنت اور بدعت کے بارے میں جو سُستی پائی جارہی ہے یہ ختم ہو جائی گی، ان شاء اللہ! کیونکہ ان واقعات

میں ایک عجیب تاثیر موجود ہے۔

علم کی اہمیت وفضیلت تین آیات کی روشنی میں:

عالم اور جاہل دونوں برابر نہیں ہوسکتے:

1۔ سورہ زمر سورہ نمبر 39 کی آیت نمبر 9 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:" أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ" "ترجمہ:بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، (اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہوسکتے ہیں؟) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً

نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے)"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا جاننے والا اور نہیں جاننے والا دونوں برابر ہوسکتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہاں پر موازنہ compare کر کے علم کی اہمیت اُجاگر کر رہے ہیں۔

پہلی وحی میں ہی پڑھنے کا حکم:

2۔ سورہ علق سورہ نمبر 96 کی آیت نمبر 1 سے 5 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے علم کی اہمیت بتلائی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾"ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے

لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا"۔

قرآن مجید میں توحید کی دعوت اور اسلام کی دعوت ایسے نہیں دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ڈائرکٹ یہ کہہ رہا ہو "وحدوا "تم توحید پر آجاؤ یا پھر "آمنوا" تم ایمان لے آؤ، قرآن مجید کی شروعات توحید کی دعوت سے نہیں ہو رہی ہے یا قرآن مجید کی شروعات ایمان کی دعوت سے نہیں ہو رہی ہے بلکہ قرآن مجید کی شروعات کچھ کہنے یا کرنے سے پہلے علم حاصل کرنے کے حکم سے ہو رہی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کچھ کہنے اور کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کہیں آپ کے کچھ کہنے یا کرنے سے آپ گنہگار نہ ہو جاؤ۔ بعض لوگ بڑے جذبے اور جوش والے ہوتے ہیں، یہ لوگ اسلام کے فے ور

Favor میں اسلام کے دفاع defense میں جوش کے ساتھ کچھ کہہ دیتے ہیں لیکن بولنے سے پہلے یا کرنے سے پہلے حقیقی علم نہیں رکھتے اور بسا اوقات جوش و جذبے میں فاش لغزشیں کر بیٹھتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ دین کی غلط نمائندگی کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

اگر جذبہ ہے کچھ نیک کام کرنے کا تو پہلے اس کے بارے میں علم حاصل کرو پھر اسے عمل کی شکل دو! دین کی دعوت و تبلیغ کے کام کو علم کے بغیر مت کرو بلکہ کچھ کرنے اور کہنے سے پہلے علم حاصل کر لیا کرو! اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔
ایک اور مقام سورۃ نمبر 47 سورۃ محمد آیت نمبر 19 میں فرمایا:

فَاعلَم اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاستَغفِرلِذَنبِكَ وَلِلمُؤمِنِينَ وَ المُؤمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعلَمُ مُتَقَلَّبَكُم وَمَثوٰىكُم۔

پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں۔ اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

نبی ﷺ کو طلبِ علم کی دعا کا حکم:

3۔ تیسری آیت سورہ طہ سورہ نمبر 20 کی آیت نمبر 114 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دعا کی شکل میں علم کی اہمیت کو واضح کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا" "ترجمہ: اور آپ (محمد ﷺ) کہیے کہ اے میرے رب! تو میرے علم میں زیادتی فرما"۔ اس آیت کے ذریعہ علم کی زیادتی کی دعا بھی میں معلوم ہوتی ہے اور علم کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

لہذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مختلف اسالیب میں علم کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے، حکم کا اسلوب بھی اپنایا، موازنہ comparison کا اسلوب بھی اختیار کیا اور دعا کے اسلوب میں بھی اس کا تذکرہ کیا۔

علم کی اہمیت و فضیلت چار احادیث کی روشنی میں:

علم اور علماء کے لیے اللہ تعالی کے انعامات:

1۔ پہلی حدیث جو ترمذی شریف میں روایت کی گئی ہے، حدیث نمبر 2682 ہے، اس حدیث سے علم اور علماء دونوں کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من سلَكَ طريقًا يبتغي فيهِ علمًا سلَكَ اللَّهُ بِهِ طريقًا إلى الجنَّةِ وإنَّ الملائِكةَ لتضعُ

أجنحتَها رضاءً لطالبِ العلمِ وإنَّ العالمَ ليستغفرُ لَهُ من في السَّمواتِ ومن في الأرضِ حتَّى الحيتانُ في الماءِ وفضلُ العالمِ على العابدِ كفضلِ القمرِ على سائرِ الكواكبِ إنَّ العلماءَ ورثةُ الأنبياءِ إنَّ الأنبياءَ لم يورِّثوا دينارًا ولا درْهمًا إنَّما ورَّثوا العلمَ فمَن أخذَ بِهِ فقد أخذَ بحظٍّ وافرٍ "(سنن ترمذی:2682)

ترجمہ: "جو شخص حصولِ علم کی خاطر سفر کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں، اور بے شک فرشتے خوشی میں اس طالبِ علم کے لیے اپنے پَر پھیلاتے ہیں اور بے شک عالِم کے لیے آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں استغفار کرتے ہیں حتی کہ پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، اور ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر اسی طرح ہے جس طرح ایک چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر

ہوتی ہے، بے شک علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، انبیاء کرام دینار اور درہم کے وارث نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ تو علم کے وارث ہوتے ہیں، جس نے اس علمی وراثت کو حاصل کر لیا تحقیق اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا"۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(إن العلماء ورثة الأنبياء) هذا من أعظم المناقب لأهل العلم فإن الانبياء خير خلق الله ، فورثتهم خير الخلق بعدهم "

"علماء انبیاء کے وارث ہیں" یہ علماء کیلیے ایک عظیم منقبت ہے کیونکہ انبیاء مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور ان کے وارثین ان کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

اگر آپ اپنی طرف سے یہ نیت کریں کہ میں صحیح علم حاصل کروں گا جس کے ذریعہ سے میں اپنے آپ کو شرک سے بچالوں، میں سنت کا صحیح علم حاصل کروں گا تاکہ میں

اپنے آپ کو بدعت سے بچالوں، میں حلال سے متعلق علم حاصل کروں گا تاکہ میں اپنے آپ کو حرام سے بچالوں، میں اخلاقیات کا علم حاصل کروں گا تاکہ میں بداخلاقی اور بدتمیزی سے بچ سکوں تو بندے کی یہ خالص نیتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جنت کے راستہ کو آسان کردیتی ہیں۔

جو اس دینی علم کو حاصل کرلیتا ہے وہ یقیناً سب سے نصیب والا ہے، مال و دولت کو چھوڑ کر جو اس دینی علم کو حاصل کرے گا وہی آدمی حقیقی معنوں میں مالدار اور حقیقی معنوں میں زیادہ قسمت والا قرار پائے گا، لہذا اس ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے علم کی اہمیت بتلائی ہے اور علماء کرام کی بھی فضیلت بتلائی ہے۔

طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے:

2۔ دوسری حدیث سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 224 نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ "(سنن ابن ماجہ:224)

ترجمہ:"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"

یہ فرض کیسا فرض ہے؟ جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح علم حاصل کرنا بھی فرض ہے، یہ ہمارے دماغ میں بیٹھا ہوا ہے کہ نماز فرض ہے، خاص طور سے وہ فرض ہمیں جمعہ کے دن یاد آتا ہے، عام دنوں میں اگر یاد نہ بھی آئے تو جمعہ کے دن برابر یاد آتا ہے لیکن نماز پڑھنے ہی کی طرح علم کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

دینی علم پر عمل سے متعلق کل قیامت کے دن سوال ہو گا:

3۔ تیسری حدیث ترمذی شریف کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَعن مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ "

(سنن ترمذی: 2416)

ترجمہ: "ابنِ آدم کے پیر قیامت کے دن رب عزوجل کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں سے متعلق پوچھا نہ جائے، اس کی عمر سے متعلق کہ اس نے اپنی عمر کہاں گنوائی؟ اپنی جوانی سے متعلق کہ اس نے اسے کہاں گزارا؟ اور اس کے مال سے متعلق کہ اس نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ اور جو علم اس نے حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟"۔

چیزیں چار ہیں اور سوالات پانچ ہوں گے، عمر کے بارے میں ایک سوال اور جوانی کے بارے میں ایک سوال لیکن جب مال کا مسئلہ آیا تو دو سوال پوچھے جائیں گے۔ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حلال طریقہ سے دولت کماتے ہیں لیکن عیاشی میں، اسراف میں اور حرام راستوں میں خرچ کر دیتے ہیں، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام طریقہ سے کماتے ہیں لیکن اس دولت کو مساجد و مدارس اور دعوہ سنٹرس میں لگا دیتے ہیں یہ بھی غلط کام ہے، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حرام جگہ سے پیسے کماتے ہیں اور حرام جگہ میں خرچ کر دیتے ہیں، لیکن سب سے بہترین اور خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو مال کماتے وقت بھی خیال رکھتے ہیں کہ میں کہاں سے کَمارہاہوں؟ کہیں میرا ذریعہ آمدنی حرام تو نہیں ہے؟ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ہماری تقدیر میں جو لکھا ہوا ہے وہی ہمیں ملے گا، مثال کے طور پر میری تقدیر میں 2 کروڑ ڈالر لکھے

ہوئے ہیں لیکن میں ایک کروڑ ڈالر حلال طریقہ سے کماتا ہوں اور ایک کروڑ ڈالر حرام طریقہ سے کماتا ہوں، یہ میری بے وقوفی ہوئی کہ اگر میں صبر کرتا تو میرا پورا مال حلال طریقہ سے آسکتا تھا لیکن میں نے جلد بازی کرتے ہوئے اپنے حصہ کو غلط طریقہ سے حاصل کر لیا، صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان حلال طریقہ سے کمائے اور حلال جگہ میں اسے خرچ کرے۔

پانچواں سوال انسان کے علم کے بارے میں یہ ہو گا کہ تو نے اپنے حاصل کیے ہوئے علم پر کتنا عمل کیا؟ کچھ لوگ ہیں جو اپنے ذہن میں یہ تھیوری پیوست کر لیتے ہیں کہ بھائی! زیادہ علم حاصل کریں تو زیادہ عمل کرنا پڑتا لہذا علم کم سے کم حاصل کریں گے تو بھلائی میں رہیں گے، اس لیے ہمارے نوجوان بچے خطبہ سننے کے لیے کب آتے ہیں؟ جب خطیب صاحب منبر سے اُتر رہے ہوں تو یہ بچے مسجد میں داخل ہوتے

ہیں، سب سے پہلے علم کا حاصل کرنا فرض ہے اگر علم ہی حاصل نہ کریں گے تو کیا خاک عمل کریں گے ؟، ہمارے ذہن میں دو چیزیں بھی رہنی چاہیے کہ علم حاصل کرنا فرض ہے اور دوسرا فرض یہ ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے ورنہ کل قیامت کے دن اسی علم اور عمل کے بارے میں سوالات ہوں گے۔

علمِ نافع کی دعا:

4۔ چوتھی حدیث بھی میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح قرآن مجید میں علم کی زیادتی کے بارے میں دعا سکھلائی گئی ہے کہ " وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا "علم کے علاوہ کسی چیز میں زیادتی کی دعا نہیں سکھائی گئی، بالکل اسی طرح حدیث میں علم سے متعلق بھی ایک دعا سکھلائی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللهم إني أسألك علماً نافعاً، ورزقاً طيباً وعملاً متقبلاً" (سنن ابن ماجہ:925)

ترجمہ: " اے اللہ !میں تجھ سے نفع بخش علم کا سوال کرتا ہوں، اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں"۔

جب کبھی طلبِ علم کی دعا مانگی جائے تو علم کی زیادتی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کی جائے کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! تو جو بھی مجھے علم دے رہا ہے وہ میرے لیے نفع بخش ہو، قرآن مجید میں دعا سکھلائی گئی ہے کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! میرے علم میں اضافہ فرما، لیکن حدیث میں مزید یہ بھی دعا سکھلائی گئی ہے کہ جو علم بھی مجھے ملے گا وہ نفع والا ثابت ہو، گویا کہ علم کی دو دعائیں ہیں کہ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ! تو کثیر علم عطا فرما اور نافع علم عطا فرما۔

علم کی اہمیت وفضیلت دس واقعات کی روشنی میں:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طلبِ علم کے لیے محنت:

1۔ پہلا واقعہ : امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ بغداد سے یمن کی طرف سفر کیا، چونکہ یمن میں پانی کی قلت تھی اس لیے وہاں ہمیں وضو کے پانی کے لیے تقریبا2 میل کا سفر طئے کرنا پڑتا تھا، اور اس لیے ہم صبح سویرے نماز کے وقت سے بہت پہلے مَسکن سے باہر نِکل جاتے تھے اور پانی کی جگہ تک پہونچ کر وضو کرتے تھے اور ساتھ میں مزید پانی بھی لالِیا کرتے تھے تاکہ دوسری نمازوں کے لیے پانی بچا رہے، یہ پورا واقعہ سیر اعلام النبلاء میں درج ہے۔

آپ جانتے ہوں گے کہ بغداد سے یمن کی مسافت ہزاروں میل کی ہے اور اس زمانے میں بغداد کا مرتبہ ساری دنیا میں "عروس البلاد" کا تھا یعنی بغداد ساری دنیا کی دلہن تھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد کی راحتیں چھوڑ کر یمن کی طرف سفر کرتے ہیں۔ اس زمانے کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا کون پسند کرے گا؟ جس مؤمن کو علم و عمل اور دعوت و تبلیغ کا شوق ہوتا ہے اور جس مؤمن کو آخرت میں اونچے مقامات اور اونچے درجات حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے وہ راحتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی کو دیکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد سے نکلتے ہیں اور یمن کی طرف چل دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ایک استاذ جن کا نام امام عبد الرزاق الصنعانی رحمہ اللہ تھا یمن میں تھے، انہوں نے ایک حدیث کی کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام

ہے "مصنف عبد الرزاق" جو پورے بیس جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمھم اللہ کے ایسے اقوال اور ایسے واقعات ملتے ہیں جو کہ دوسری کتابوں میں بڑی مشکل ہی سے اور وہ بھی چند مِل پائیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جنہوں نے "مسند احمد بن حنبل" میں چالیس ہزار حدیثیں جمع کی ہیں، جبکہ صحیح بخاری میں سات ہزار یا اس سے کچھ زیادہ احادیث ہیں اور "مسند احمد بن حنبل" صحیح بخاری سے پہلے لکھی گئی ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علم حاصل کرنے کے لیے اپنے ایک استاذ کے پاس جارہے ہیں تو اندازہ لگایئے کہ وہ شخص امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے کتنے بڑے استاذ ہوں گے۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے ایک بَٹن دَبانے سے پانی آجاتا ہے لیکن ہمارے لیے وہ بھی کرنا دُشوار لگتا ہے،

حد تو یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر یا بعض کو وضو کا صحیح طریقہ بھی نہیں معلوم ہے، نماز کیسے ادا کرنا ہے وہ بھی نہیں معلوم ہے، توحید اور شرک کے درمیان فرق نہیں معلوم ہے سنت اور بدعت میں فرق نہیں معلوم ہے، حلال اور حرام میں فرق نہیں معلوم ہے اور یہ علم حاصل کرنے کے لیے ایک یا دو گھنٹوں کے لیے بھی کسی عالم کے پاس ہم شاگردی اختیار نہیں کر سکتے ہیں، یا کسی دینی کورس کی شکل میں بھی علم حاصل کرنے کے لیے ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے لیکن کمانے کے لیے ہم دو سال کا MBA کرتے ہیں، ہم کمانے کے لیے MCA جو تین سال پر مشتمل ہوتا ہے کرتے ہیں، اسی طرح نجینئرنگ یا پھر میڈیسن کے کورسس کرتے ہیں جن میں بہت سارے سال لگا دیتے ہیں لیکن آخرت کی کامیابی کے لیے جس کورس کی ضرورت ہے وہ کورس ایک مہینہ یا دو مہینے یا

روزانہ ایک گھنٹہ ایک عالم کے پاس صحیح طریقے سے پڑھنے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد سے نکل کے یمن کی طرف چلے جاتے ہیں جہاں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی صحیح سے پانی میسر نہیں ہے اور وضو کے لیے پانی کی خاطر دو میل چلنا پڑتا ہے، اندازہ لگائیے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کتنی محنت کی ہوگی؟ یہ محنتیں کس لیے تھیں؟ کیا دنیا کے لیے تھیں؟ ہرگز نہیں! یہ تو دینی علم حاصل کرنے کے لیے تھیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علم کی ضرورت اور حاجت کو بتاتے ہوے فرماتے ہیں:

"الناس محتاجون إلى العلم أكثرَ من حاجتهم إلى الطعام والشراب؛ لأن الطعام والشراب يُحتاج إليه في اليوم مرةً أو مرتين، والعلم يُحتاج إليه بعدَدِ الأنفاس"۔

ترجمہ: لوگوں کیلیے (دینی) علم کی ضرورت ان کے کھانے، پینے کی ضرورت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے کیونکہ کھانے پینے کی ضرورت دن میں ایک یا دو مرتبہ پیش آتی ہے جبکہ (دینی) علم کی ضرورت ہر سانس (ہر لمحہ) کے ساتھ ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی محنت، علمی امانت اور جستجو:

2۔ دوسرا واقعہ: امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ علم حاصل کرنے کے لیے جس قدر چلتے تھے اس کا اندازہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر کوئی ایک ہی رُخ میں چلتے ہوئے زمین کے مکمل دو چکّر لگائے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے علم اور حدیث کی خاطر جس قدر چلا ہے اس کی برابری ہو جائے گی۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو اگر پتہ چل جائے کہ کہیں کسی کے پاس ایک

حدیث ہے تو وہ وہاں پر ضرور چلے جاتے تھے اور اس سے وہ حدیث حاصل کر لیتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جہاں جہاں پر قدم رکھا ہے امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تقریبا اس کی ایک فہرست بنائی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیریا (شام) کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟، نیز کوفہ، بصرہ، حجاز، مصر، اسکندریہ، یمن کے کے کن کن مقامات پر قدم رکھا تھا؟۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک بھی ایسا شہر نہیں چھوڑا جہاں کوئی محدث موجود ہو۔

3۔ تیسرا واقعہ: امام بخاری رحمہ اللہ کا ہی ہے، اکثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی محدث تین چار کتابیں لکھتا ہے تو اس کے بعد اس کا انتقال ہو جاتا ہے، اکثر جب بھی کسی محدث نے کوئی کتاب لکھی ہے تو اسے چیک کرنے کا ٹائم نہیں مِلا، جیسے کہ

"مسند احمد بن حنبل" جب یہ کتاب مکمل ہوئی تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو اس میں صحیح اور ضعیف الگ کرنے کا وقت نہیں ملا، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے 37 سے 40 چالیس سال کے درمیان صحیح بخاری لکھی جو کہ ایک بہت ہی چھوٹی عمر ہے اور اس کے بعد 62 سے 63 سال کے درمیان میں ان کا انتقال ہوا۔ معلوم یہ ہوا کہ انہیں اپنی کتاب چیک کروانے کے لیے مزید 20 سال کا موقع مِلا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کوفہ گیا اور سات سو محدثین کے سامنے میں نے میری کتاب پڑھوائی اور کہا کہ اس میں ایک بھی ضعیف حدیث ہے تو نکال دیجیے تاکہ قیامت تک امت کا کوئی بچہ میری کسی کوتاہی کی وجہ سے نہ بَھٹک سکے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ 23 سال تک صحیح بخاری لے کر گھومتے رہے، پہلے تو وہ احادیث جمع کرنے کے لیے گھومے بعد میں احادیث چیک کروانے کے لیے گھومتے رہے۔

کیسی امانت داری تھی؟ ایک امانتدار عالم اسی کو کہتے ہیں جو قوم کو ایسی چیز دینے سے ڈرتا ہے جس کے متعلق اسے پتہ ہے کہ یہ غلط ہے یا پھر اسے اس چیز کے صحیح یا غلط ہونے میں شک ہوتا ہے۔ لہذا جب تک کسی چیز کے بارے میں مکمل وضاحت Clarity نہ ہو جائے لوگوں سے اس چیز کو شیئر نہ کریں، اور عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے عالِموں کو تلاش کریں جو خالص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق علم پھیلانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

ایک مستشرق Orientalist کہتا ہے کہ "مجھے صحیح بخاری کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، میرا ماننا یہ ہے کہ صحیح بخاری میں غلطی نکل ہی نہیں سکتی"۔

بعض ہمارے جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نبی تھے؟ کیا وہ معصوم عن الخطا تھے؟ غلطیوں سے پاک تھے؟ کیا ان سے غلطی نہیں ہو سکتی؟ میرے بھائی! ہم

امام بخاری رحمہ اللہ کو معصوم نہیں کہہ رہے ہیں، ہم امام مسلم رحمہ اللہ کو معصوم نہیں کہہ رہے ہیں، ہم تو امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے احادیث کے جو مجموعے جمع کیے ہیں اور ان مجموعوں سے متعلق امت کا جو اجماع ہوا ہے اس اجماع کو معصوم کہہ رہے ہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إنَّ اللَّهَ لا يجمعُ أمَّتي - أو قالَ :أمَّةَ محمَّدٍ ﷺ - علَى ضلالةٍ ويدُ اللَّهِ معَ الجماعةِ، "(سنن ترمذی:2167)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالی میری امت (محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی امت) کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اور اللہ تعالی کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے"۔

اُس زمانہ کے کسی بھی محدث نے ان پر نکیر یا تنقید نہیں کی تو آج کا کم جاننے والا اگر صحیح بخاری پر شک کرتا ہے تو

ہمیں اس انسان پر شک ہو گا، صحیح بخاری پر شک نہیں ہو گا، اس زمانہ کے فنِّ حدیث کے جو ماسٹر س ہیں جب وہ صحیح بخاری پر شک نہیں کر رہے ہیں لیکن پھر بھی آج کا کَم علم صحیح بخاری پر شک کر رہا ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہو گا۔

ایک اور مستشرق Orientalist کہتا ہے کہ صحیح بخاری لکھنے کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ 11 سال زندہ تھے، صحیح بخاری لکھنے کے بعد امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ 4 سال زندہ تھے اور صحیح بخاری لکھنے کے بعد علی بن المدینی رحمہ اللہ 3 سال زندہ تھے، یہ تمام ایسے جلیل القدر علماء تھے جو دین اور حدیث کے معاملہ میں اپنے سگے بھائی کو بھی نہیں بخشتے تھے، اس کے باوجود ان علماء کرام نے صحیح بخاری سے ایک غلطی بھی نہیں نکالی، اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امت کی رہنمائی کے لیے حدیث کے ایک عظیم ذخیرہ کو صحت کا پروانہ اپنے بندوں کے ذریعہ عطا کیا ہے۔

اس کتاب صحیح البخاری کے متعلق یہ اجماع ہو چکا ہے کہ:

"فَلَيسَ تَحتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ كِتَابٌ أَصَحُّ مِنْ البُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ بَعدَ القُرْآنِ"

(الفتاوى الكبرى لابن تيمية ، ج : 5 ، ص : 86)

ترجمہ:" آسمان کے نیچے قرآن کے بعد بخاری پھر مسلم سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے"۔

اس صحیح بخاری کے بعد امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم کا درجہ آتا ہے، اگر دیکھا جائے تو تقریبا 90 فیصد اسلام کی تفصیل ان دو کتابوں میں آگئی ہے اور بچی ہوئی 10 فیصد دین کی تفصیل علماء کرام کی تحقیق پورا کر رہی ہے جیسے علماء کرام سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی اور دیگر احادیث کی کتابیں پڑھتے ہیں اور اس میں سے صحیح اور ضعیف کو الگ کر کر امت کے سامنے پیش کرتے ہیں، الحمد للہ! دین اس طرح سے محفوظ ہے۔

4۔ چوتھا واقعہ: یہ واقعہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ ہی کا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبرِ مبارک سے منبر کے درمیان کی جو جگہ ہے وہاں بیٹھ کر میں نے صحیح بخاری لکھی ہے، سیر اعلام النبلاء اور "هدي الساري" جو فتح الباری کا مقدمہ ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک حدیث داخل کر رہے ہوتے ہیں تو دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ یہ امت کا ایک بہت بڑا کام ہو رہا تھا اور ایسے وقت بہت ہی اہتمام کی ضرورت تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب 13، 14 اور 15 کی رات چاندنی ہوا کرتی تو محدثین کے لیے بڑی آسانی ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں آگ جلانے اور چراغ لگانے کی نوبت نہیں آتی تھی، اس وقت ڈائرکٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے چاند کی روشنی انہیں ملتی تھی، امام بخاری رحمہ اللہ

نے کہا ہے کہ ایسی راتوں کو میں نے "التاریخ الکبیر" لکھی ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ "التاریخ الکبیر" پوری نَو جلدوں میں ہے۔ دن میں صحیح بخاری لکھ رہے ہیں اور رات میں التاریخ الکبیر لکھ رہے ہیں، آپ اندازہ لگائیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی راتیں کیسے گزر رہی تھی اور دن کیسے گزر رہا تھا۔

یہ بات تو چاندنی راتوں کی ہے اور اگر چاندنی راتیں نہیں ہوتی تھیں تو کیا ہوتا تھا؟ اس بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کے ایک مہمان کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے امام بخاری رحمہ اللہ کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوا، جب رات ہوئی تو میں سو رہا تھا، میں نے دیکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ بھی سو رہے تھے لیکن اچانک وہ اٹھ جاتے ہیں، چراغ روشن کرتے ہیں اور کوئی اہم نکتہ لکھتے ہیں اور سو جاتے ہیں، میں نے سمجھا کہ یہ شاید ایک مرتبہ ہوتا ہو گا، لیکن میں نے دیکھا کہ امام

بخاری رحمہ اللہ 22 مرتبہ اٹھتے ہیں اور کوئی اہم نکتہ لکھتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فنِّ حدیث کے امام اور شیخ المحدثین تھے، جب یہ سونے کے لیے آرامگاہ کی طرف جاتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ نکتہ آجاتا ہے کہ فلاں حدیث میں یہ اہم نُکتہ ہے، یہ حدیث فلاں باب میں ہونی چاہیے چنانچہ امام بخاری اسی وقت جاگ جاتے ہیں اور اس اہم نکتہ کو لکھ لِیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ سمجھنا ہے تو صرف امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب صحیح بخاری کے ابواب پڑھ لِیا کرو۔ امام بخاری رحمہ اللہ یہ سوچتے تھے کہ میرے ذہن میں جو اہم نُکتہ ہے اگر میں اسے نہ لکھوں اور صبح تک بُھول جاؤں تو قیامت کے دن کہیں مجھے علم چُھپانے کا گناہ نہ مل جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ محنت اور جستجو ہے لیکن ہماری راتیں کیسی ہوتی ہیں؟ جب ہم تکیہ پر سَر رکھتے ہیں تو ہمارے دماغ میں خیال آتے ہیں کہ کَل فلاں انسان سے معاملہ Deal کرنا ہے، اب وہ ڈِیل حرام کی ہے یا حلال کی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا

5۔ پانچواں واقعہ: یہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ کا ہی ہے (لیکن قوتِ حافظہ سے متعلق ہے)، اس واقعہ کو ابن حجر رحمہ اللہ نے "هدي الساري" میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ یہ بچہ ہر چیز یاد کر لیتا ہے تو سب لوگ امام بخاری رحمہ اللہ کا امتحان لینے کے لیے جمع ہو گئے اور ہر بڑے محدث نے اپنی احادیث کی سندوں کو گڈ مڈ کر دیا، جیسے کہ عراق کی سند کو شام سے جوڑ دیا گیا اور شام کی سند کو عراق سے، ایک سند کے دو

راویوں کو دوسری سندوں کے روایوں میں مِلا دیا گیا، الغرض تمام راویوں کو اُلٹ پَلٹ کر وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ فلاں اور فلاں محدث اور امام ہیں وہ دس سندیں پڑھ رہے ہیں کیا آپ کو یہ سندیں یاد ہیں؟ اس وقت پوری عوام بیٹھی ہوئی تھی، ہر ایک امام آتے گئے اور ہر کوئی اُلٹ پَلٹ کی ہوئی دس دس سندیں اور متن سنا کر چلے گئے، اس طرح بیس / 20 الگ الگ محدثین نے کیا، ہر ایک محدث جو سند بیان کر چکا تھا تو لوگ پوچھتے رہے کہ کیا آپ کو یہ سند معلوم ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے گئے کہ مجھے یہ نہیں معلوم ہے، اتنی ساری سندوں کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم ہے، حالانکہ کبھی کبھی اتنی ساری پبلک میں کوئی اپنی ناک بچانے کے لیے کہہ دیتا ہے کہ ہاں ہاں! یہ سند ہو سکتی ہے اور فلاں کتاب میں مِل سکتی ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑی امانت داری کے ساتھ کہا

کہ یہ سندیں مجھے نہیں معلوم ہیں۔ لیکن آخر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے جو سندیں سنائی ہیں وہ حدیثیں مجھے فلاں اور فلاں سند سے یاد ہیں، اس طرح انہوں نے سارے محدثین کی روایات کا باری باری جواب دیا اور تمام محدثین کی سنائی گئی غلط سندیں بھی سنائی اور ان سندوں کی اصل اور صحیح سندیں بھی سنائی۔ امام بن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر حیرت نہیں ہے کہ انہوں نے صحیح سندیں سُنادی تھیں لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ اسی ایک مجلس میں انہوں نے تمام محدثین کی سنائی گئی تیڑھی سندیں کیسے اتنی جلدی یاد کر لی تھیں؟ اور پھر ان غلط سندوں کی صحیح سندیں بھی کیسے سنائیں؟۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام ابو ذرعۃ رحمہ اللہ کی طلبِ حدیث کی خاطر مشقت:

6۔ چھٹا واقعہ : ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے " الجرح والتعدیل "نامی کتاب میں کہاہے کہ "میرے باپ امام امام ابو حاتم الرازی اور میرے چچا ابوزرعۃ الرازی حدیث کے لیے اتنااور اتنا چلے ہیں"۔

میں نے اس کا حساب کیا(یہ وہ سفر ہے جو انہوں نے اپنے پیَروں سے چَل کر مکمل کیاہے اور کسی سَواری کے ذریعہ یہ سفر مکمل نہیں کیاہے)، میں نے ایک سَرسری حساب لگایاتو مجھے اندازہ ہوا کہ اگر ہم اپنا سفر ریاست کیرلا سے شروعات کریں گے اور ازبکستان تک جائیں گے تو یہ مسافت طئے ہو گی۔ ہماراحال یہ ہے کہ ہم اگر کبھی کوئی کاروبار شروع کرتے ہیں تو اسے شروع کرنے سے پہلے کسی بڑے عالم کے پاس جاکر گھنٹہ یادو گھنٹے لگا کر اس کاروبار کی حلت اور حرمت معلوم کرنے کا جذبہ بھی ہم نہیں رکھتے ہیں۔

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ذہانت اور امانتداری:

7۔ ساتواں واقعہ: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی نظریں جس عبارت اور جس چیز پر پڑتی تھیں انہیں وہ عبارتیں اور وہ چیزیں یاد ہو جایا کرتی تھیں۔ اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی نظروں کو بچا کر رکھتے تھے، اپنی نظریں دوسری ایسی ویسی کتابوں سے بچایا کرتے تھے، صرف قرآن اور حدیث پر ہی ان کی نظر ہوا کرتی تھی۔

اب اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو چیک کر لیجیے! ہمارے پاس آج اخبار پڑھنے کے لیے اور سوشل میڈیا کی چیزیں پڑھنے کے لیے وقت ہے لیکن قرآن مجید پر ہماری نظریں کبھی کبھار ہی پَڑتی ہیں، اس مسئلہ پر آج ہمیں توجہ دینی کی ضرورت ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قوتِ حافظہ کا واقعہ:

8۔ آٹھواں واقعہ: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں مذکور ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ابھی چھوٹے بچے تھے اور ان کے بارے میں سارے علاقے میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ یہ بچہ جو بھی پڑھتا ہے وہ یاد کر لیتا ہے، امام بن تیمیہ رحمہ اللہ کا حافظہ واقعی میں ایسا ہی تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ بازار سے گزرتے ہوئے پڑھنے کے لیے جا رہے تھے، اس زمانہ کے ایک بڑے محدث ایک درزی کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے، ان کی نظر امام بن تیمیہ رحمہ اللہ پر پڑی، انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اپنے پاس بُلایا اور کہا کہ میں ایک محدث ہوں اور میں جو بولوں گا وہ آپ لکھیں، انہوں نے ایک حدیث لکھوائی اور کہا کہ مِٹادو، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حدیث لکھ کر مِٹادی، پھر

اس محدث نے کہا کہ دوبارہ لکھو، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وہ حدیث دوبارہ لکھی، پھر انہوں نے کہا مِٹادو!، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وہ حدیث مِٹادی، اس طرح اس محدث نے کئی مرتبہ لکھوایا اور مٹوایا، آخر میں محدث نے کہا کہ اب تک جو بھی میں نے لکھوایا تھا اسے پڑھ کر سناؤ!، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے شروع سے آخر تک جو جو لکھا اور مِٹا دیا تھا سب کچھ پڑھ کر سُنا دیا۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم پڑھتے ہوئے یہ سوچتے ہیں کہ یہ امتحان قریب آجانے کے بعد دیکھیں گے پھر یہ فلاں وقت یاد کریں گے لیکن جب امتحان آتا ہے تو ہم سو جاتے ہیں، پڑھائی ایسے نہیں ہوتی ہے بلکہ ہم جب کبھی بھی پڑھیں تو اس نیت اور ارادہ کے ساتھ پڑھیں کہ یہ مجھے ابھی یاد کرنا ہے، جو بھی علمِ نافع ہے چاہے وہ شریعت کے علوم ہوں

یا دنیوی علوم ہوں، یہ علوم حاصل کرنے کے لیے ہمیں جد و جہد کرنی چاہیے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لیے محنت:

9۔ نواں واقعہ : امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک انسان آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ "عقیدہ کے موضوع پر ایک رسالہ لکھ دو تا کہ ہم بغداد کے باشندے اس رسالہ کو فالو کریں، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس وقت شام میں تھے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے معذرت کر دی اور کہا کہ " بغداد کے کسی عالم سے یہ رسالہ لکھوالو، میں نہیں لکھ سکتا"، لیکن اس انسان نے اصرار کیا، آخر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ رسالہ عصر کے بعد سے لکھنا شروع کیا اور مغرب تک ایک مکمل کتاب ہی لکھ دی جس کا نام " العقیدۃ الواسطیۃ

" ہے، الواسطیۃ اصل میں بغداد کے پاس ایک گاؤں کا نام ہے، چونکہ وہ انسان وہاں سے آئے تھے اور ان کے کہنے پر عقیدے کی یہ کتاب لکھی گئی تھی اس لیے اس کتاب کے نام کی نسبت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کے گاؤں کی طرف کر دی۔

اس کتاب کو حل کرنے کے لیے ہم طلبہ کو مدینہ یونیورسٹی میں مکمل ایک سال لگتا ہے لیکن امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عصر سے مغرب تک یہ مکمل کتاب لکھ دی، ہمیں یہ کتاب صرف سمجھنے کے لیے بڑے بڑے علماء کی نِگرانی میں مکمل ایک سال لگا، اندازہ لگائیے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کتنا گہرا علم تھا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے قوتِ حافظہ اور ان کی دینی علم کے لیے محنت:

10۔ دسواں واقعہ: ہمارے سلف تیزی کے ساتھ کتابیں کیسے لکھا کرتے تھے؟ ابن قیم رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ ایک مرتبہ حج کے سفر پر جارہے تھے اور اسی سفر کے دوران امام ابن قیم رحمہ اللہ نے سات جلدوں پر مشتمل ایک کتاب "زاد المعاد" لکھ دی۔

شیخ شعیب الارنؤوط یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے آج کے زمانہ میں سب سے زیادہ محدثین کو اپنے ادارے میں جمع کیا ہے، یعنی کسی نے آج کے دور میں محدثین کی ایک بڑی ٹیم جمع کی ہے تو وہ الشیخ شعیب الارنؤوط ہیں۔ شیخ شعیب الارنؤوط اس کتاب " زاد المعاد " کے بارے میں لکھتے ہیں کہ " اس کتاب میں ابن قیم رحمہ اللہ نے کئی کتابوں کے جو حوالے دئے ہیں ان حوالوں کو کراس چیک کرنے کے لیے کہ کہیں سفر میں شیخ ابن القیم رحمہ اللہ نے کچھ غلطی تو نہ کی ہو ایک بڑی ٹیم تیار کی گئی، اور اس ٹیم کے ذمہ یہ کام دِیا گیا، شیخ

شعیب الارنؤوط کہتے ہیں کہ صرف ان حوالوں کو ویریفائی verify کرنے کے لیے ایک جماعت کو کئی مہینے لگ گئے اور پھر ان حوالوں میں ایک غلطی بھی نہیں ملی، اللہ اکبر!، امام ابن قیم رحمہ اللہ کا کیا حافظہ تھا؟۔

دیگر اسلاف کرام رحمھم اللہ کا علمی تبحر اور ان کی محنت و مشقت:

اسی طریقہ سے اسلاف کرام رحمھم اللہ کا علم کے تئیں یہی معاملہ تھا، محنت، لگن، جستجو، اور ہر طرح کی قربانی تب جاکر انہیں علم کی گہرائی و گیرائی حاصل ہوی۔

"العقیدۃ الحمویۃ" ظہر سے عصر کے درمیان لکھی گئی۔

"السیاسۃ الشرعیۃ" ایک رات میں تصنیف ہوی۔

امام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے "فتح الباری" لکھ دی اور کتاب "بلوغ المرام" تیار ہو گئی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "المجموع" ہے، یہ کتاب لکھتے ہوئے انہوں نے سائیڈ میں تعلیقات لکھے تو صحیح مسلم کی شرح تیار ہو گئی، اور اس کے سائیڈ میں کچھ تعلیقات لکھیں تو "ریاض الصالحین" تیار ہو گئی پھر اُکتاہٹ محسوس ہوئی تو ایک کتاب میں منتخب احادیث جمع کیں اور "الاربعین النوویۃ" تیار ہو گئی، ان کی اُکتاہٹ میں بھی علم مِل رہا ہے اور ہماری اُکتاہٹ میں ہمیں گناہ مِل رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے ظاہر اور باطن کو اچھا کر دے، آمین۔

آخر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے علم کی پیاس کو شدت سے بڑھائے تاکہ ہم بھی اہلِ علم کے راستہ پر نِکل پڑیں اور زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں، آمین۔

محمد ﷺ کے اکیس معجزات اور نبوت کی دلیلیں

عناصرِ خطبہ:

تمہید

1: پہلا معجزہ قرآن مجید

2۔ دوسرا معجزہ " انشقاقِ قمر" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کے دو ٹکڑے کر دینا

3) تیسرا معجزہ "استسقاء" کی قبولیت

4: چوتھا معجزہ "نبع الماء من بین اصابعہ" (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا)

5: پانچواں معجزہ (تکثیر الماء من القدح) پانی میں برکت

6: چھٹا معجزہ (تکثیر اللبن) دودھ کا زیادہ ہو جانا

7: ساتواں معجزہ گھی میں اضافہ

8: آٹھواں معجزہ (تکثیر الشعیر) جَو میں برکت

9: نواں معجزہ (تکثیر التمر) کھجوروں میں برکت

10: دسواں معجزہ (تکثیر اللحم) گوشت میں برکت

11: گیارہواں معجزہ کھانے میں برکت

12: بارہواں معجزہ "حیس" میں برکت

13: تیرہواں معجِزہ (تکثیر فضلۃ الزاد) زادِ سفر میں برکت

14: چودہواں معجزہ غذا کا تسبیح بیان کرنا

15: پندرہواں معجزہ دو درختوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا

16: سولہواں معجزہ (تکثیر الذھب) سونے کا زیادہ ہو جانا

17: سترہواں معجزہ احد پہاڑ کا فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنا

18: اٹھارہواں معجزہ شیر کا صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تابعدار ہو جانا

19: انیسواں معجزہ نبی اکرم ﷺ کی کی ہوئی پیشن گوئیاں

20: بیسواں معجزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاتلانہ حملوں سے بچ جانا

21: اکیسواں معجِزہ طبِّ نبوی

معجِزہ کا لفظ دراصل عربی زبان کا ہے اور ہم اسے اکثر غلط پڑھتے ہیں، معجِزہ کے "ج" کے نیچے زیر ہے لیکن ہم اسے "زبر" کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اعجز ، یعجز ، اعجازا ، فھو معجِز یعنی عاجز کر دینے والی چیز، قرآن ایک معجِزہ ہے جو عاجز کر دے گا۔ جو عاجز ہو جاتا ہے اسے معجَزہ "ج" پر زبر کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ قرآن معجَزہ نہیں بلکہ وہ معجِزہ ہے لیکن ہم عام طور پر معجَزہ ہی استعمال کرتے ہیں، البتہ ہماری نیت وہ نہیں ہوتی کہ قرآن عاجز آچکا ہے، نعوذ باللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: إنما الأعمالُ بالنیاتِ "(صحیح بخاری: 1)" ترجمہ: بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا، لیکن ہم کوشش کریں کہ ہم صحیح تلفظ ادا کریں اور ہم سے اتنی بڑی غلطیاں نہ ہوں۔

اسی معجِزہ کے لیے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور دوسرا لفظ استعمال کیا ہے وہ ہے "دلائل النبوۃ" نبوت کی دلیلیں۔ لہذا آج میں نے خطبہ جمعہ کے لیے جو عنوان منتخب کیا ہے وہ ہے "اکیس معجزے اور نبوت کی دلیلیں"۔ آپ کے سامنے سرسری طور پر (مختصرا) ان اکیس معجزات کا ذکر کرنے کی میں سعادت حاصل کروں گا، ان شاء اللہ!۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک ہزار دوسو 1200 معجزے اور ان کی نبوت کی دلیلیں ہیں۔ ایک ہزار دو سو میں سے میں صرف اکیس بیان کَر رہا ہوں تاکہ ہم میں اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق 1000 ایک ہزار نبوت کے دلائل ہیں۔ علم سمندر ہے، ہر عالم نے اپنی تحقیق

کے مطابق نکات جمع کیے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ قرآن مجید کی ہر آیت اپنی جگہ ایک معجِزہ ہے، اگر ہر آیت الگ الگ کر دی جائے تو پھر ہر آیت کے مطابق چھ ہزار معجِزے ہو جائیں گے۔

معجزہ کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے:

" المعجزة هي الامر الخارق المقرون بالتحدي الدال على صدق الأنبياء عليهم الصلاة والسلام الواقع على وفق دعوى المتحدي بها مع أمن المعارضة "۔

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، لِلإمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي المتوفى سنة 942ھ، تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود الشيخ علي محمد معوض، الجزء التاسع، الصفحة: 405، دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان)

ترجمہ:"معجِزہ سے مراد وہ خلافِ عادت پیش آنے والا واقعہ ہے جو کسی خاص چیلینج سے مقرون (یعنی جُڑا ہوا) ہو، انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت پر دلالت کرتا ہو اور کسی اختلاف و معارضہ کے بغیر چیلینج کرنے والے کے دعوی کے مطابق واقع ہو"۔

اس تعریف میں پہلی شرط ہے کہ " الامر الخارق " " خلافِ عادت پیش آنے والا معاملہ "یعنی ایک چیز جو روٹین بنی ہوئی ہوتی ہے یا عادت بنی ہوئی ہوتی ہے تو معجِزہ اس کے بر خلاف واقع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پانی کی صفت ہے "بہنا " لیکن وہ اللہ تعالی کے حکم سے ٹھہر جاتا ہے جیسے موسٰی علیہ السلام کے ساتھ ہوا، آگ کا کام ہے " جَلانا "لیکن ابراہیم علیہ السلام کے لیے یہ آگ ٹھنڈی ہو گئی، اور پہاڑ کے اندر سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا نکل آنا۔ ان تین مثالوں میں

آپ دیکھیں گے کہ یہ واقعات بالکل عادت کے برخلاف ہوئے ہیں۔

معجِزہ کی تعریف کی دوسری شرط "المقرون بالتحدي" ہے، اس میں چیلنج چُھپا ہوا ہوتا ہے یا کسی چیلنج کا یہ جواب ہوتا ہے۔

معجزے کی تعریف کی تیسری شرط "الدال على صدق الانبياء عليهم الصلاة و السلام " معجِزے اللہ تعالی نبیوں کو اس لیے عطا کرتے ہیں تاکہ انبیاء کرام علیھم السلام کی نبوت سچ ثابت ہو جائے۔ اگر ایسا کام جو عادت کے خلاف ہو لیکن کسی نبی سے نہیں بلکہ کسی عام آدمی سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ علمائے سلف "اولیاء" کا احترام کرتے ہیں اور ان کی کرامتوں کو بھی مانتے ہی۔

چوتھی شرط ہے کہ "الواقع على وفق دعوى المتحدي بها مع أمن المعارضة "جس قسم کا

چیلینج ہوتا ہے اسی قسم کا معجزہ آتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو اور جادوگروں کا بول بالا تھا تو اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو اسی قسم کا معجزہ عطا کیا تاکہ جادوگر مبہوت ہو جائیں اور اپنے گُھٹنے ٹیک دیں، جب معجِزہ اور جادو کا مقابلہ ہوا تو تمام حیران و پریشان ہوگئے اور سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہو سکتا یہ تو معجِزہ ہی ہے لہذا تمام جادوگروں نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی طریقہ سے عیسی علیہ السلام کے زمانے میں طب کا دور دورہ تھا، علاج معالجے کا غلبہ تھا، اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قسم کا معجزہ عطا فرمایا۔ بالکل اسی طرح ہمارے نبی محمد ﷺ کے زمانہ میں کفارِ قریش اور اہلِ عرب کو اپنی زبان پر بڑا ناز اور غرور تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عربی زبان میں نازل کیا اور اسی ٹائپ (قسم) کا معجِزہ عطا کیا، پھر اس قرآن کے مقابلے میں وہ لوگ اس طرح کا کلام

پیش ہی نہیں کَر سکے، اس کے بعد چیلنج دیا گیا کہ تم اس طرح کا کلام لا سکتے ہو تو لاؤ! لیکن لوگ لا ہی نہیں سکے۔

اس سے پہلے بھی جو معجِزے آئے وہ معجِزے وقت کے حساب سے تھے وہ آئے اور ختم ہو گئے لیکن اللہ کے رسول محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے نبی ﷺ کو جو قرآن مجید کا معجِزہ عطا کیا یہ معجزہ رہتی دنیا تک کے لیے معجزہ ثابت ہو گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر آنے والی صدی اور ہر آنے والا نیا سائنٹفک فیکٹ Scientific fact قرآن کی مزید تصدیق کرتا چلا جائے گا لیکن پھر بھی قرآن مجید معجِزہ ہی ثابت ہو گا۔ یہ ہے قرآن مجید جس کے متعلق کہا گیا کہ یہ " المعجزۃ العظمیٰ " " یہ سب سے بڑا معجِزہ ہے "، قرآن مجید معجِزات میں سے بڑا معجزہ ہے یعنی Miracle of the

miracles اور " معجزۃ المعجزات " ہے۔ اگر کوئی سب سے بڑا معجزہ ہے تو وہ قرآن مجید ہے، باقی جتنے معجزات ہیں وہ بہت اہم معجزات ہیں لیکن ان سارے اہم معجزات میں سب سے عظیم معجزہ قرآن مجید ہے۔ ہم قرآن مجید کے علاوہ دوسرے معجِزات کو " معجزۃ صغری " نہیں کہنا چاہتے کیونکہ کوئی بھی معجِزہ چھوٹا نہیں ہوتا معجزہ بذات خود ایک عظیم شئے ہوتی ہے، اس لیے دیگر معجزات بھی اپنی جگہ اہم ہیں۔

اس سے پہلے کہ میں آپ لوگوں کے سامنے 21 معجزات کا ذکر دلائل کے ساتھ کروں ایک اہم تصور پیش کرنا چاہتا ہوں، کل جب میں اس عنوان پر کتابوں میں پڑھ رہا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت میں مکمل ڈوب چکا ہوں، میں تصور کر رہا تھا کہ وہ مناظر کیسے ہوں گے؟ آپ بھی تصور کیجیے کہ اللہ کے نبی ﷺ جا رہے ہیں تو درخت سلام کَر رہے ہیں، وہ کیا پیارا منظر

تھا ہو گا ذرا تصور کریں! وہاں سے جانور گذر رہے ہیں تو آپ کو سلام کَر رہے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کے پاس پرندہ آتا ہے اپنی دکھ بھری داستان پیش کرتا ہے، اونٹنی آرہی ہے اور اپنی درد بھری داستان پیش کیے جارہی ہے، اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے ہوئے ہیں کھانا لایا گیا ہے اور کھانا تسبیح بیان کر رہا ہے، اللہ کے نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ پانی تھوڑا ہے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے پانی چشمہ کی شکل میں اُبلنے لگتا ہے اور پوری قوم اس سے وضو کر لیتی ہے۔

ذرا تصور کیجیے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے یہ سارے معجزات اور نبوت کی دلیلیں ظاہر کروا رہا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کر رہے تھے تو ان کے ایمان میں کس لیول (درجہ) کا اضافہ ہوا ہو گا!

اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ جب ہم قرآن مجید کو سمجھنے بیٹھتے ہیں تو اپنے فہم کو پیچھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے فہم کو آگے رکھنا چاہیے کیونکہ انہوں نے وہ چیزیں دیکھی ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے، انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی جو صحبت پائی ہے ہم وہ صحبت اس دنیا میں حاصل نہیں کر سکتے، انہوں نے جو ایمان و یقین کے مرتبے پائے ہیں وہ ہم نہیں حاصل کر سکتے۔ یہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت کا براہِ راست مشاہدہ کیا۔ اس تصور کے ساتھ اگر آپ سیرت پڑھیں گے سنیں گے تو آپ کو اس کا حقیقی لطف آئے گا۔

سیرت پر یوں تو بے شمار کتابیں لکھی گئیں مگر " الرحیق المختوم " اور "رحمۃ للعالمین " دو ایسی کتابیں ہیں جو گذشتہ پچاس سالوں میں مواد اور انداز ہر دو لحاظ سے بے حد

مشہور و مقبول ہوئیں، لیکن ان میں بھی کہیں کہیں غیر مستند باتیں در آئی ہیں، ان کے بعد مکمل تحقیق کے ساتھ کافی مستند کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کتابوں کو اپنے گھروں میں رکھنا اور ان سے مسلسل مستفید ہوتے رہنا ہم سب کے لیے ضروری ہے جیسے "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" اس کے رائٹر ہیں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، اور "السیرۃ الصحیحۃ" اس کے مؤلف ہیں مھدی رزق اللہ، اس کتاب کا ترجمہ اردو اور انگریزی میں بھی ہو چکا ہے، صاحبِ کتاب جامعۃ الملک سعود کے پروفیسر اور بڑے جیّد عالم ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی ایک کتاب ہے" صحیح السیرۃ النبویۃ" یہ بھی بہت مفید اور معتبر کتاب ہے، ان تمام کتابوں کے ذریعے ہمیں مستند سیرت پڑھنے کا تجربہ ہو سکتا ہے۔

آیئے مستند سیرت کی بنیاد پر اکیس معجزات نبوی کا جائزہ لیں:

1: پہلا معجزہ قرآن مجید: سب سے پہلا معجزہ "المعجزۃ العظمی " ہے قرآن مجید۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 88 میں ارشاد فرمایا" قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَـٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا""ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید کو چیلنج کے طور پر پیش کر رہے ہیں، اس آیت میں مکمل قرآن مجید کے مقابلہ میں کوئی نئی کتاب لانے کی بات ہو رہی ہے لیکن جب یہ کفارِ مکہ نہیں لا سکے تو اللہ تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں تھوڑا اس سے کَم مقدار کا چیلنج دیا اور سورہ طور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 34 میں

کہا" فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ"
"ترجمہ: اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں"۔ لیکن وہ سب مِل کر یہ بھی نہیں لا سکے۔

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تیسرا چیلنج دیا، سورہ ھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 13 میں اللہ سبحانہ و تعالی نے ارشاد فرمایا:" أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ""ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے۔ جواب دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کی مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو"۔ جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کا کوئی مَدِّ مقابل نہیں ویسے ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام کا کوئی مَدِّ مقابل نہیں ہے۔

اچھا! چلو اگر تم دس سورتیں بھی نہیں لا سکتے تو ایک سورت لے کر آؤ!، لہذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ نمبر 10 کی آیت نمبر 38 میں ارشاد فرماتا ہے" أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ" "ترجمہ: کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو، بلا لو اگر تم سچے ہو"۔ اس آیت پر غور کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان سے ایک سورت از خود پیش کرنے کا مطالبہ کیا، اگر سب سے چھوٹی سورت دیکھیں تو وہ کونسی ہے؟ وہ سورہ کوثر، اس کے باوجود یہ سارے لوگ عاجز آ چکے تھے، وہ ایک سورت نہیں لا سکے اور ساتھ ہی ساتھ غرور میں پڑے ہوئے تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تھوڑا اور ڈسکاونٹ کیا لیکن یہ لوگ اسے بھی پورا نہیں کر سکے۔ یہ چیلنج

صرف اس دور کے لیے نہیں تھا بلکہ آج کے دور کے تمام لوگ جو اپنے اپنے حساب سے زندگی گذار رہے ہیں، قرآن کو چھوڑے ہوئے ہیں اور اپنی مَن مانی زندگی گذار رہے ہیں ان سے بھی یہ چیلنج ہے کہ تم بھی مقابلہ میں آجاؤ!۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اور ڈسکاونٹ کیا، اب یہ ڈسکاؤنٹ کیا ہے؟ سورہ بقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 23 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا" وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ" "ترجمہ: ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مدد گاروں کو بھی بلا لو"۔ اس آیت میں کہا گیا کہ " فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ " یہ تم تو قرآن جیسا کلام ہو بہو پیش کرنے سے قاصر آچکے ہو تو کم سے

کم اس جیسا اس کے قریب قریب کلام تو لے کر آجاؤ یا کوئی ایک سورہ بھی جو اس کے قریب قریب ہو، یہ لوگ وہ بھی نہیں لاسکے، الٹا جو چوٹی کے شاعر تھے اور ساری قوم کی نگاہیں جن پر جَمی ہوئی تھی ان شاعروں نے بھی اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے کلمہ پڑھ لیا" لا اله الا الله محمد رسول الله "مطلب یہ ہے کہ چیلنج قبول کرنے کی بجائے وہ خود ڈھیر ہوگئے جس کا نتیجہ یہ نِکلا کہ یہ قرآن مجید برحق کتاب ہے۔

2۔ دوسرا معجزہ " انشقاقِ قمر "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کے دو ٹکڑے کر دینا :

کفارِ قریش نے کہا کہ اگر تم ہمارے سامنے چاند کے دو ٹکڑے کر کے بتلاؤ گے تو ہم تمہاری بات مان لیں گے، اللہ کے نبی ﷺ نے کہا کہ کیا واقعی مان لو گے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم

واقعی مان لیں گے، اس کا ذکر سورہ قمر سورہ نمبر 54 کی آیت نمبر 1 میں اور اسی طریقہ سے صحیح بخاری کی حدیث نمبر 3868 میں آیا ہے، آیت اس طرح سے ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ "" ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا"۔ صحیح بخاری کے اعتبار سے بھی اس طرح کی روایت ملتی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کہتے ہیں کہ ایک پہاڑ تھا جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا تو چاند کے ایک طرف آدھا ٹکڑا اور دوسری طرف آدھا ٹکڑا ہو گیا، کفار ایک دوسرے کی طرف دیکھتے جارہے تھے اور ایک دوسرے سے سوال کرتے جارہے تھے کہ کیا تم وہی دیکھ رہے ہو جو نظر آرہا ہے؟ پھر یہ لوگ اپنی آنکھیں مَلتے جارہے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جارہے تھے، کفارِ قریش نے لوگوں کو بَھٹکانے کی کوشش کی کہ ہماری آنکھوں پر جادو ہو گیا ہے،

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ اچھا چلو! مکہ والوں پر جادو ہوا ہو گا لیکن جو مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے دُور سے آرہے ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں، جب سفر کرنے والے لوگ باہر سے آئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ تم نے سفر میں کچھ عجیب دیکھا ہے کیا؟ انہوں نے کہا: "ہاں! ہم نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے" پھر کفار نے سوال کیا کہ کیا تم نے اپنی آنکھیں مَل مَل کر دیکھا کیا؟ انہوں نے کہا: "ہاں! ہم نے بھی اپنی آنکھیں مَل مَل کر دیکھا، لیکن کفارِ مکہ قبولِ حق سے مُکر گئے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا: " وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ "یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے "" اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا. (صحیح بخاری: 3868)

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔

یعنی وہ لوگ جب کچھ مانتے نہیں ہیں تو دس بہانے بناتے ہیں لیکن عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

3) تیسرا معجزہ "استسقاء" کی قبولیت :

نبی اکرم ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، ایک بدّو (دیہاتی) آیا اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! جانور ہلاک ہو رہے ہیں اور لوگ پریشان ہیں آپ دعا کریں، صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم نے آسمان پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ آسمان پر ایک بھی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا، نبی اکرم ﷺ نے دعا کی، اچانک بادل جمع ہونا شروع ہوگئے اور ایک کے اوپر ایک گھنے بادل جمع ہونا شروع ہوگئے حتی کہ اسی وقت بارش ہوئی، ہم نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی داڑھی سے پانی ٹپک رہا تھا، اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

عن أَنَس بْن مَالِكٍ ، قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا أَنْ يَسْقِيَنَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ، قَالَ: فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ

يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ، قَالَ: فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَفِي الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، قَالَ: فَمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى صَارَتْ الْمَدِينَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتَّى سَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا، قَالَ: فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں پر ایک دفعہ قحط پڑا۔ انہی دنوں آپ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور بال

بچے فاقے پر فاقے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ پانی برسائے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ آسمان پر دور دور تک ابر کا پتہ تک نہیں تھا۔ لیکن (آپ ﷺ کی دعا سے) پہاڑوں کے برابر بادل گرجتے ہوئے آ گئے، ابھی نبی کریم ﷺ منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ ﷺ کی داڑھی سے بہہ رہا ہے۔ انس نے کہا کہ اس روز بارش دن بھر ہوتی رہی۔ دوسرے دن تیسرے دن بھی اور برابر اسی طرح ہوتی رہی۔ اس طرح دوسرا جمعہ آ گیا۔ پھر یہی بدوی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! (کثرت باراں سے) عمارتیں گر گئیں اور جانور ڈوب گئے، ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ چناچہ رسول اللہ ﷺ نے پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی "اللهم حوالينا ولا علينا" کہ اے اللہ! ہمارے

اطراف میں برسا اور ہم پر نہ برسا۔ انس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھوں سے آسمان کی جس طرف بھی اشارہ کر دیتے ابر ادھر سے پھٹ جاتا، اب مدینہ حوض کی طرح بن چکا تھا اور اسی کے بعد وادی قناۃ کا نالہ ایک مہینہ تک بہتا رہا۔ انس نے بیان کیا کہ اس کے بعد مدینہ کے ارد گرد سے جو بھی آیا اس نے خوب سیرابی کی خبر لائی۔ (صحیح بخاری: 1033)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی زندگی میں محسوس کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں کیسے حالات پیش آرہے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایمانی کیفیت میں بھی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان بھی اسی طرح بڑھادے۔

آج کل کے نوجوان یہاں وہاں نیٹ پر اور دیگر ذرائع سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈے دیکھتے سنتے ہیں تو اس کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق علم اور

علماء اور کتابوں سے بہت کم رہ گیا ہے، چنانچہ ہمیں سیرت سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے

4: چوتھا معجزہ "نبع الماء من بین اصابعہ" (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا):

صحیح بخاری حدیث نمبر 3576 کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ پانی بہت کم ہے اور تقریبا پندرہ سو افراد کا وضو کرنا باقی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا یدِ مبارک پانی پر رکھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں: "ہم نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی شکل میں آرہا تھا، ہم نے اس وقت وضو کرنا شروع کیا، قوم میں جو تقریبا پندرہ سو لوگ تھے ان سب نے بھی وضو کیا اس کے باوجود بھی پانی وَیسے کا وَیسا ہی رہا"۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ، فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ: مَا لَكُمْ، قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ ؟ قَالَ، لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔(صحیح بخاری: 3576)

لوگوں کو سمجھانے اور انہیں یقین دلانے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی تائید میں انہیں نبوت کی دلیلیں عطا فرماتا ہے۔

5: پانچواں معجزہ (تکثیر الماء من القدح) پانی میں برکت:

صحیح مسلم حدیث نمبر 681 کے مطابق ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ تعداد میں تھے، سب کو پیاس لگی ہوئی تھی اور پانی تھوڑا تھا، نبی اکرم

ﷺ نے کہا کہ پیالا لاؤ، جب پیالا لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پیالے سے پانی اُنڈیلنا شروع کیا اور ساری قوم پانی پِی رہی تھی، پانی فوّاروں کی شکل میں گِر رہا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ قوم میں تین سو لوگ تھے، سارے لوگوں نے پانی پی لِیا اور پانی جیسے کا ویسا ہی تھا، " اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:(صحیح مسلم:681)

6: چھٹا معجزہ (تکثیر اللبن) دودھ کا زیادہ ہو جانا:

"اھل الصفۃ" نام سے مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لاتے اور انہیں کوئی ٹھکانہ نہیں مِلتا تو وہ وہاں پر رُک جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہاں دودھ لایا گیا جو کہ بہت تھوڑا تھا لیکن پینے والے تقریبا 70 لوگ تھے، اللہ کے نبی ﷺ نے کہا کہ ہر کوئی دودھ پینے کا ارادہ کَر لے، لہذا سب کے سب دودھ پیٹ بَھر کر پی چکے تھے

مگر دودھ جیسے کا ویسا ہی تھا، " اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

عن أَبَي هُرَيْرَةَ ، كَانَ يَقُولُ: أَللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا هِرٍّ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الْحَقْ، وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ: قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ، قَالَ: أَبَا هِرٍّ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الْحَقْ إِلَى أَهْلِ

الصُّفَّةِ، فَادْعُهُمْ لِي قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ، وَلَا عَلَى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: وَمَا هَذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ، كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هَذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا، فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: يَا أَبَا هِرٍّ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: خُذْ فَأَعْطِهِمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ، فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ، فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ

كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: أَبَا هِرٍّ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ، قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: اقْعُدْ فَاشْرَبْ، فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: اشْرَبْ، فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ اشْرَبْ حَتَّى قُلْتُ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ: فَأَرِنِي، فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا جس سے صحابہ نکلتے تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، میرے پوچھنے کا مقصد

صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ گزرے اور آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ مسکرا دیے اور جو میرے دل میں اور جو میرے چہرے پر تھا آپ نے پہچان لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اباہر! میں نے عرض کیا لبیک، یا رسول اللہ! فرمایا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ چلنے لگے۔ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ اندر گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی۔ جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا فلاں یا فلانی نے نبی کریم ﷺ کے لیے تحفہ میں بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اباہر!

میں نے عرض کیالبیک، یارسول اللہ! فرمایا، اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈھتے، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس! جب نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ رکھتے۔ البتہ جب آپ کے پاس تحفہ آتا تو انہیں بلوا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے۔ چناچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو، اس کا حقدار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب صفہ والے آئیں گے تو نبی کریم ﷺ مجھ سے فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا کوئی اور چارہ بھی

نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچائی، وہ آگئے اور اجازت چاہی۔ انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اباہر! میں نے عرض کیا لبیک، یارسول اللہ! فرمایا لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو۔ بیان کیا کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیر اب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیر اب ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا لوگ پی کر سیر اب ہو چکے تھے۔ آخر میں نبی کریم ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا، اباہر! میں نے عرض کیا، لبیک، یارسول اللہ! فرمایا، اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے سچ

فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور نبی کریم ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو آخر مجھے کہنا پڑا، نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے دے دو، میں نے پیالہ نبی کریم ﷺ کو دے دیا، آپ ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔

(صحیح بخاری:6452)

7:ساتواں معجزہ گھی میں اضافہ:

ایک خاص قسم کا پیالہ تھا اس کے اندر گھی جیسی ایک چیز موجود تھی، ام مالک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (صحیح مسلم حدیث نمبر 2280 کے مطابق) کہ میں اس پیالہ میں ھدیہ کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھی پیش

کیا کرتی تھی، اس کے بدلہ میں مجھے کئی مہینوں تک اسی پیالہ میں گھی جیسی چیز ملتی رہی اور میں اس چیز سے فائدہ اٹھاتی رہی، الحمدللہ! اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں :

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْئٌ فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں گھی کے ایک برتن میں گھی بطور ہدیہ کے بھیجا کرتی تھیں پھر اس کے بیٹے آتے اور اپنی والدہ سے سالن مانگتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز

نہ ہوتی تو حضرت مالک کی والدہ اس برتن کے پاس جاتیں جس میں وہ نبی ﷺ کے لیے گھی بھیجا کرتی تھیں تو وہ اس برتن میں گھی موجود پاتیں تو اس طرح ہمیشہ ان کے گھر کا سالن چلتا رہا یہاں تک کہ ام مالک نے اس برتن کو نچوڑ لیا (یعنی بالکل خالی کر دیا) پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ نے فرمایا تو نے اس برتن کو نچوڑ لیا ہو گا تو اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کاش تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔ (صحیح مسلم:2280)

8: آٹھواں معجزہ (تکثیر الشعیر) جَو میں برکت:

ایک روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جس کے مطابق جَو کے آٹے کا معجزہ پیش آیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں تھوڑا سا جَو تھا اور میں دیکھ رہی تھی کہ وہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا، کئی مہینوں اور کئی دنوں

تک میں اسے استعمال کرتے رہی لیکن وہ جَو ختم نہیں ہو رہا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ وفات پا گئے، اور حال یہ تھا کہ میرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی جسے کوئی جگر والا کھاتا، سوائے تھوڑے سے جو کے جو میری الماری میں پڑے تھے، میں انہیں میں سے کھاتی رہی یہاں تک کہ وہ ایک مدت دراز تک چلتے رہے، پھر میں نے انہیں تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

(صحیح بخاری: 6451)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر ایک کتاب " دلائل النبوۃ" کے نام سے لکھی ہے جس پر صحیح اور ضعیف کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

9:نواں معجزہ(تکثیر التمر) کھجوروں میں برکت:

صحیح بخاری حدیث نمبر 2396 کے مطابق جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! قرضہ مانگنے والا آکر ستا رہا ہے اور میرے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے تھوڑے کھجور دے کر کہا کہ یہ لے کر جاؤ! جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" اتنے تھوڑے کھجوروں سے کیا ہو گا؟" اللہ کے نبی ﷺ نے کہا:" تم لے کر تو جاؤ" حضرت جابر رضی اللہ عنہ پھر کئی دنوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں، نبی اکرم ﷺ پوچھتے ہیں کہ

تمہارے قرضدار کا معاملہ کیا ہوا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے اللہ کے نبی ﷺ! میں کھجوریں یہاں سے لے کر گیا اور اس قرضدار کو دیتا رہا اور دیتا رہا یہاں تک کہ سارا قرض ختم ہو گیا اور کھجوریں باقی رہ گئیں، سبحان اللہ! اس واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنْ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ، فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ، فَأَبَى، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشَى فِيهَا، ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ: جُدَّ لَهُ، فَأَوْفِ لَهُ الَّذِي لَهُ، فَجَدَّهُ بَعْدَ مَا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِينَ وَسْقًا، وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ: أَخْبِرْ ذَلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ، فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيهَا.

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب ان کے والد شہید ہوئے تو ایک یہودی کا تیس وسق قرض اپنے اوپر چھوڑ گئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت مانگی، لیکن وہ نہیں مانا۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ اس یہودی (ابو شحم) سے (مہلت دینے کی) سفارش کریں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے یہ فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کے پھل (جو بھی ہوں) اس قرض کے بدلے میں لے لے۔ جو ان کے والد کے اوپر اس کا ہے، اس نے اس سے بھی انکار

کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ باغ میں داخل ہوئے اور اس میں چلتے رہے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ باغ کا پھل توڑ کے اس کا قرض ادا کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے باغ کی کھجوریں توڑیں اور یہودی کا تیس وسق ادا کر دیا۔ سترہ وسق اس میں سے بچ بھی رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو بھی یہ اطلاع دیں۔ آپ ﷺ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خبر ابن خطاب کو بھی کر دو۔ چناچہ جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ باغ میں چل رہے تھے کہ اس میں ضرور برکت ہو گی۔

(صحیح بخاری:2396)

10: دسواں معجِزہ (تکثیر اللحم) گوشت میں برکت:

کیا معجِزہ صرف پانی کھجوروں اور دودھ میں ہوتا تھا یا پھر گوشت میں بھی ایسا معجِزہ ہوتا تھا؟ چلیے! معلوم کرتے ہیں، سنن الدارمی حدیث نمبر 45 کے مطابق ابو عبید رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو دعوت دی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو بکری کا بازو یعنی ہاتھ بڑا پسند تھا، اب ظاہر سی بات ہے کہ بکری کے دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں، نبی اکرم ﷺ دعوت کے لیے اس صحابی کے گھر آئے اور کہا کہ "کھانے کے لیے ایک ہاتھ دینا" اس کے بعد "اور ایک ہاتھ دینا "پھر اس کے بعد "اور ایک ہاتھ دینا!" وہ صحابی نے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ بکری کے کتنے ہاتھ ہوتے ہیں؟ اللہ کے نبی ﷺ نے کہا: "اگر تم سوال

نہیں کرتے تو تم دیتے چلے جاتے اور وہ ختم ہی نہیں ہوتے"۔
اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهُ طَبَخَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِدْرًا فَقَالَ لَهُ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ فَنَاوَلَهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَنَاوَلَهُ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَكَمْ لِلشَّاةِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَنْ لَوْ سَكَتَّ لَأُعْطِيتُ أَذْرُعًا مَا دَعَوْتُ بِهِ۔

ترجمہ: حضرت ابو عبید بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک ہنڈیا میں کھانا تیار کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا تم ایک پائے کی بوٹی دو۔ نبی اکرم ﷺ کو پائے کی بوٹی پسند تھی۔ حضرت ابو عبید نے پائے کی بوٹی ان کی طرف بڑھا دی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایک

پائے کی بوٹی مجھے دو۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ایک بکری کے کتنے پائے ہوسکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں تم سے پائے مانگتا رہتا تم دیتے رہتے۔

کبھی کبھی گھروں میں برکت ہوتی ہے تو لوگ سوال کرتے ہیں کہ اس میں سائنٹیفک کیا بات ہے ذرا بتلایئے؟ اگر زیادہ سوال کریں گے تو برکت ختم ہو جاتی ہے، برکت کا تعلق ایمان اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے ہے، اس موضوع پر زیادہ سائنٹیفک تھیوری لانے کی کوشش کریں گے تو جو موجود برکت ہے وہ بھی چلی جائے گی۔ اللہ حفاظت فرمائے، آمین۔

11: گیارہواں معجزہ کھانے میں برکت:

کیا یہ معجزے صرف اللہ کے نبی ﷺ کے لیے ہوتے تھے یا پھر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھر میں بھی پیش آیا کرتے تھے؟ نبی اکرم ﷺ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھر جاتے اور دعا کرتے تو یہ معجزے رونما ہوتے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے پاس کھانا تھوڑا تھا اور پوری فیملی بھوکی تھی، صحیح بخاری حدیث نمبر 3578 کے مطابق ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی جس کی بدولت جو کھانا تھوڑا تھا اس سے پوری فیملی نے سیر ہو کر پیٹ بھر کھایا، الحمد للہ! (اس واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے- صحيح البخاري:3578)۔

12: بارہواں معجزہ "حیس" میں برکت:

جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنھا سے شادی کی تو ام سلیم رضی اللہ عنھا جو انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں شادی کا ماحول ہے اور پتا نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں دوپہر کا کھانا ہے یا نہیں ہے، جاؤ! جا کر یہ "حیس" دے کر آؤ!، "حیس" کا مطلب کھجور کا حلوہ ہے، انس رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا "حیس" لا کر نبی اکرم ﷺ کے حوالے کیا، نبی اکرم ﷺ سب کو جمع کر رہے تھے، انس رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ "حیس" بہت تھوڑا سا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ سب کو جمع کر رہے ہیں! یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں گھر میں سارے لوگ جمع ہو گئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ تمام تقریبا 71 لوگ تھے، صحیح بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب نے پیٹ

بھر کر کھایا اور کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً ؟ فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي، فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: ضَعْهَا، ثُمَّ أَمَرَنِي، فَقَالَ: ادْعُ لِي رِجَالًا سَمَّاهُمْ، وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ، قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي، فَرَجَعْتُ، فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ: اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ،

قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا، فَرَجَعَ، فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ يَقُولُ: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ سورة الأحزاب آية 53، قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ دولہا تھے۔ آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے

نکاح کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگیں اس وقت ہم نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہے۔ انہوں نے کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھجوایا، میں لے کر آپ کے پاس چلا، جب پہنچا تو آپ نے فرمایا رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ نے ان کا نام لیا اور جو بھی کوئی تجھ کو راستے میں ملے اس کو بلا لے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ لوٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی)۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔ آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے

سے کھائے۔ (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے) یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیئے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھ کو ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ نبی کریم ﷺ کو تکلیف ہو گی) آخر نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے حجروں پر گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا پھر راستے میں میں نے آپ سے کہا اب وہ تین آدمی بھی چلے گئے ہیں۔ اس وقت آپ لوٹے اور (زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں) آئے۔ میں بھی حجرے ہی میں تھا لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ آپ سورۃ الاحزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے: مسلمانو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لیے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آجاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو۔

باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو، ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی، اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ) اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرماتا۔ ابو عثمان (جعدی بن دینار) کہتے تھے کہ انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی۔ (صحیح بخاری: 5163، معلقا)

13: تیرہواں معجِزہ (تکثیر فضلۃ الزاد) زادِ سفر میں برکت:

اکثر انسانوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب سفر میں پیسہ ختم ہو جاتا ہے یا کھانے کا سامان ختم ہو جاتا ہے تو جس کے پاس تھوڑا ہوتا ہے وہ چُھپالیتا ہے، یہ حال اکثر مسافروں کا ہوتا ہے، ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سفر میں تھے اور زادِ سفر تھوڑا تھوڑا بَچا ہوا تھا لیکن بھوک لگنا شروع ہو چکی تھی، تمام پریشان تھے کہ تھوڑے تھوڑے سے کیا ہو گا؟ نبی

اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ زادِ سفر تھوڑا بچا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جو بَچا ہوا ہے وہ یہاں پر لے آؤ، چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جتنا زادِ سفر تھا سب کچھ لا کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر کَر دیا، سارا موجود زادِ سفر جمع ہونے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے کہا کہ "اب دامن بَھر بَھر کر واپس لے کر جاؤ"، کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دامن بَھر بَھر کر لے جارہے تھے اور جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے سنبھال نہیں پارہے تھے تو اپنے کپڑے کو دانت میں پکڑ پکڑ کر لے جارہے تھے، اللہ کے نبی ﷺ نے جب یہ مَنظر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہَنس پڑے اور آپ کے دندانِ مبارک خوشی سے چمک رہے تھے۔ یہ واقعہ صحیح مسلم حدیث نمبر 27 میں مذکور ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ، قَالَ: فَنَفِدَتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ، قَالَ: حَتَّى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ أَزْوَادِ الْقَوْمِ، فَدَعَوْتَ اللَّهَ عَلَيْهَا، قَالَ: فَفَعَلَ، قَالَ: فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهِ، وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهِ، قَالَ: وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ، قُلْتُ: وَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنَّوَى؟ قَالَ: كَانُوا يَمُصُّونَهُ وَيَشْرَبُونَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهَا حَتَّى مَلَأَ الْقَوْمُ أَزْوِدَتَهُمْ، قَالَ: فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: " أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ورایت ہے، کہا: ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، لوگوں کے زاد راہ ختم ہو گئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی کچھ سواریاں (اونٹوں) کو ذبح کرنے کا ارادہ فرما لیا اس پر عمر

رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! لوگوں کا جو زاد راہ بچ گیا ہے اگر آپ اسے جمع فرما لیں اور اللہ تعالیٰ سے اس پر برکت کی دعا فرمائیں (تو بہتر ہو گا)، کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ گندم والا اپنی گندم لایا اور کھجور والا اپنی کھجور لایا۔ طلحہ بن مصرف نے کہا: مجاہد نے کہا: جس کے پاس گٹھلیاں تھیں، وہ گٹھلیاں ہی لے آیا۔ میں نے (مجاہد سے) پوچھا: گٹھلیاں کا لوگ کیا کرتے تھے؟ کہا: ان کو چوس کر پانی پی لیتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس (تھوڑے سے زاد راہ) پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو پھر یہاں تک ہوا کہ لوگوں نے زاد راہ کے اپنے لیے برتن بھر لیے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ بھی ان دونوں (شہادتوں) کے ساتھ، ان میں شک کیے بغیر اللہ

سے ملے گا، وہ (ضرور) جنت میں داخل ہو گا۔" (صحیح مسلم: 27)

اللہ اکبر !کیا خوبصورت منظر تھا۔ جو اللہ کی راہ میں نِکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے : " انَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ "(سورۃ فصلت:30)

"ترجمہ:(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو"

جو اللہ عز وجل کی راہ میں دین پھیلانے کے لیے قربان ہو جاتے ہیں انہیں مَعاش کی بھی فکر میں تدبیر کرنا

چاہیے لیکن یہ لوگ غم نہ کریں کیونکہ دینے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور دین کے معاملہ میں تو اللہ عزوجل اور نوازے گا، گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

14: چودھواں معجزہ غذا کا تسبیح بیان کرنا:

نبی اکرم ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا کھانا جو پیش کیا گیا وہ تسبیح بیان کر رہا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

عن عبداللَّهِ ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔ چناچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ (صحيح البخاري:3579)

یہ حقیقت میں ہو چکا ہے جب کہ آج کل انیمشن Animation فلموں میں تصور دینے کی کوشش کی جارہی ہے جب کہ حقیقت میں ایسا ہو چکا ہے، وہ بھی سچی کتابوں میں اور سچی اسناد کے ساتھ یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے، ایمان والے بغیر دیکھے مان لیتے ہیں اور کچھ دیکھنے والوں کو بھی ایمان نصیب نہیں ہوتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا ایمان مضبوط فرمائے اور ہمیں غیب پر پختہ ایمان لانے والا بنائے، آمین۔

15: پندرہواں معجزہ دو درختوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا:

اگر اس معجزہ سے متعلق میں تفصیل بتلاؤں گا تو آپ کو اللہ کے نبی ﷺ سے سچی عقیدت ومحبت ہو جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے باحیا تھے!۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بہت سارے معجزات اور واقعات سے متعلق پڑھا ہے جس سے میرے دماغ میں اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت مزید پُختہ اور مضبوط ہو گئی ہے، میں نے سوچ لیا ہے کہ اس ٹاپک کو بار بار پڑھنا اور بیان کرنا چاہیے تاکہ نبی اکرم ﷺ کی عظمت ہمارے دماغ اور دل سے تِنکے کے برابر بھی نہ گِرے تاکہ اتباعِ سنّت کا مقام پورا ہو سکے، ان شاء اللہ! اور اس لیے بھی کہ دوسری شخصیات کی محبت ہمارے نبی ﷺ کی محبت پر غالب نہ آجائے۔

نبی اکرم ﷺ کو قضائے حاجت کرنی تھی لیکن دیکھ رہے ہیں کہ سارا چٹیل میدان ہے، وادی ہے اور کہیں کوئی آڑ نہیں ہے، ایک درخت ایک کنارے ہے تو دوسری طرف دوسرا درخت ہے، اس پریشانی کو دیکھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی دلیل فراہم کر دی، چنانچہ دو درخت چلتے ہوئے آتے ہیں اور ایک دوسرے سے مِل

جاتے ہیں، اس طریقہ سے یہ دونوں درخت وہ ماحول بناتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ بھی ہو جاتے ہیں، (اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: الھیثمي- مجمع الزوائد ۹ / ۱۳ إسنادہ حسن)۔

جو حیا کرنے والا ہوتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا انتظام کر ہی دیتا ہے، جو بے حیا ہوتا ہے تو ہم اس کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے، جو آدمی جھوٹ بولنے سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ایسے حالات لاتے ہی نہیں ہیں کہ اسے جھوٹ بولنا پڑے، اور جو جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا ہے تو پھر وہ کم سے کم قیمت والی چیز پر بھی جھوٹ بولنے لگتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں اونچے اخلاق سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اسی لیے کہتے ہیں کہ جب بندہ اللہ کی راہ میں نِکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کائنات کی بہت ساری چیزیں مدد کے طور پر فراہم کر دیتا ہے

۔وہ انبیاء کرام علیہم السلام اگر ہوں تو اللہ تعالیٰ معجزے فراہم کر دیتے ہیں اور اگر وہ نیک لوگ ہوں تو ان سے کرامات صادر فرماتے ہیں۔

16: سولہواں معجزہ (تکثیر الذھب) سونے کا زیادہ ہو جانا:

اب یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے معجزے صرف کھانے پینے کے سامان میں ہی بڑھوتری لاتے تھے یا پھر دوسری اشیاء میں بھی اس کا عمل دخل ہوتا تھا؟ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! فلاں آدمی مجھے بہت ستا رہا ہے اور اسے کچھ رقم دینا اور ادائیگی کرنا ہے، نبی اکرم ﷺ کے پاس کسی نے سونا تحفہ میں لا کر دے گیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے کہا: "یہ لے جاؤ اور ادائیگی کر دو" سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا

:"اتنے سے میرا کیا بنے گا؟" نبی اکرم ﷺ نے کہا:" لے کر تو جاؤ" لہذا وہ لے کر جاتے ہیں اور سونے میں خود بخود اتنی بڑھوتری ہوتی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پورا قرض ادا کر دیتے ہیں، (اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : السلسلۃ الصحیحۃ:2/556)

17: سترہواں معجزہ احد پہاڑ کا فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنا:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر احد تشریف لے جاتے تھے اور احد کے پاس اپنے گھوڑے کو سامنے سے اٹھا کر مکمل پیچھے کے پیَروں پر کھڑا کر دیتے تھے۔ یہ کام نبی اکرم ﷺ 53 سے 63 سال کی عمر میں انجام دیا کرتے تھے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت معلوم ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے پاس جا کر کہتے تھے "هذا جبلٌ يحبُّنا ونحبُّه"(صحيح البخاري:6363)

یہ احد پہاڑ ہے یہ ہمیں چاہتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں"۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 3699 کے مطابق نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ احد کے پہاڑ پر تشریف لے جاتے ہیں تو خوشی سے پہاڑ ہِلنے لگتا ہے، جب پہاڑ ہِلنے لگتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے کہا:"اسكنْ أُحُدُ ""اے احد!ذرا ٹھہر جا! "فليس عليك إلا نبيٌّ، وصدِّيقٌ، وشهيدانِ " "کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ﷺ ہیں اور ایک صدیق یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دو شھید ہیں یعنی عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ "۔(صحيح البخاري:3699)

اس میں نبی اکرم ﷺ مستقبل کی پیشن گوئی بھی کر رہے ہیں جو پیشن گوئی پوری بھی ہوئی۔

18 : اٹھارہواں معجزہ شیر کا صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تابعدار ہو جانا:

یہ معجزہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں کے مابین پیش آیا ہے، (نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانوروں سے جو معاملات پیش آئے ہیں انہیں اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی، جیسے جانور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر رُو رہے ہیں یا سلام کَر رہے ہیں یا پھر اپنا دُکھڑا سُنا رہے ہیں وغیرہ)۔

ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں، مستدرک الحاکم جلد نمبر 2 ہے اور صفحہ نمبر 619 ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے، واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ جن کا نام سفینہ تھا کہتے ہیں کہ میں ایک

قافلہ میں سفر پر جارہا تھا اور قافلہ سے الگ ہو کر راستہ بَھٹک گیا تھا اور میں ایسی جگہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں پر شیر تھے، میں نے ایک شیر سے کہا: "اے شیر! میں صحابیٔ رسول ﷺ ہوں" یہ سننا تھا کہ شیر ان کا فرمانبر دار ہو جاتا ہے اور پالتو جانور کی طرح اپنی دُم ہلاتا ہوا پوری حفاظت کے ساتھ سفینہ رضی اللہ عنہ کو واپس مسلمانوں کے قافلہ تک پہونچا دیتا ہے، (اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: تخریج مشکاۃ المصابیح ۵۸۹۳)۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علمائے سلف اولیائے کرام کی کرامتوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کون ہیں؟ سب سے پہلے اولیاء کی لسٹ میں انبیاء علیہم السلام آتے ہیں، ان کے بعد تابعین، تبع تابعین پھر جید علماء و فقہاء اور محدثین کرام کا نمبر آتا ہے، اللہ کے نیک بندے اور اولیاء ہمیشہ رہتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ عموماً وہ گمنام رہنا پسند کرتے

ہیں، اور جو لوگ اپنی ولایت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں ان کا ولی ہونا ہی مشکوک ہے۔ ایک بات اہم یہ ہے کہ اگر کسی کو کرامت نہیں ملی جیسے بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کرامت کا ظہور نہیں ہوا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صحابی کم درجہ کے ہو گئے۔ اگر کسی سے کرامت کا ظہور ہو جاتا ہے تو یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے، ولی ہونے کے لیے سب سے پہلے تقوی ضروری ہے اور جس کے پاس سب سے زیادہ تقوی ہو گا وہ سب سے بڑا ولی ہو گا۔

19: انیسواں معجزہ نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئیاں:

اس موضوع پر شیخ یوسف المعادل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ستر 70 پیشن گوئیاں جمع کی ہیں اور دار السلام سے بھی ایک اور کتاب چھپی ہے جس میں 154 سے

بھی زیادہ پیشن گوئیاں صاحبِ کتاب نے جمع کی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیشن گوئیوں میں سے کئی پیشن گوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور کئی قیامت کے قریب رونما ہونے والی ہیں۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 3746 کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: «ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ» "ترجمہ: یہ وہ میرا بیٹا ہے جو مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان اتحاد اور صلح کرانے کا ذریعہ بنے گا"۔

اسی طریقہ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : " الخلافةُ في أمَّتي ثلاثونَ سَنةً ، ثمَّ مُلكٌ بعدَ ذلِكَ "(سنن ترمذي:2226)"میرے بعد خلافت (علی منہاج النبوۃ) 30 سال تک چلے گی اور اس کے بعد بادشاہت

ہو گی "۔ اللہ کے نبی ﷺ کی اس پیشن گوئی کو دیکھیے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد برابر 29 سال چھ مہینے بعد علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ پیش آیا لیکن پھر بھی چھ مہینے باقی تھے،(یہاں پر ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہم کہتے ہیں خلیفہ چار تھے، نہیں! بلکہ خلیفہ پانچ تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور پانچویں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے) ان چھ مہینوں میں حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو آگے بڑھایا اور ایک وقت ایسا آیا کہ جب 12 ربیع الاول کی تاریخ تھی اور بالکل تیس 30 سال مکمل ہو رہے تھے تو حسن رضی اللہ عنہ نے اختلافات ختم کرنے کے لیے اپنی بیعت ختم کرتے ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: " چلیے! صلح کرتے ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کَر دی، گویا جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ بالکل تیس سال بعد خلافت علی

منہاج النبوۃ ختم ہو جائے گی تو برابر تیس 30 سال تک خلافت علی منہاج النبوۃ باقی تھی، ایک دن آگے نہ ایک دن پیچھے، اسی طریقہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اس بچے کے ذریعے صلح قائم ہو گی تو وہ بھی پیشن گوئی ہو بہو پوری ہوتی ہے۔

20: بیسواں معجزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاتلانہ حملوں سے بچ جانا:

نبی اکرم ﷺ پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقعہ پر معجزاتی طور پر بچ جاتے ہیں، ایسے تقریبا 30 واقعات علماء کرام نے جمع کیے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور تلوار اُٹھالیتا ہے۔ تفصیل دیکھیے:

عن جَابِرِبْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًافَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي، فَقُلْتُ: اللَّهُ ثَلَاثًاوَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے واپس ہوئے تو

آپ کے ساتھ یہ بھی واپس ہوئے۔ راستے میں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وادی میں پڑاؤ کیا اور صحابہ پوری وادی میں (درخت کے سائے کے لیے) پھیل گئے۔ آپ ﷺ نے بھی ایک ببول کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کی آواز سنائی دی، دیکھا گیا تو ایک بدوی آپ ﷺ کے پاس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے غفلت میں میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا، جب بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! تین مرتبہ (میں نے اسی طرح کہا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی) رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ (صحیح بخاری:2910)

" اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ نبی اکرم ﷺ بڑے پُر سکون انداز میں جواب دیتے ہیں " اللہ!" دیہاتی نے جب اللہ عزوجل کا نام سُنا تو وہ کانپنے لگا اور تلوار چھوٹ کر نیچے گِر گئی اور نبی اکرم ﷺ نے اس تلوار کو اُٹھا لیا اور کہا کہ اب بَتا! تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ وہ پریشان ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے اسے معاف کَر دیا اور وہ چلا گیا اور اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔

ٹھیک اسی طرح کا اور دوسرا واقعہ بھی ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے اسے معاف کَر دیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ اب یہاں پر ایک جیسے دو واقعات ہیں اور دو الگ الگ سندیں ہیں ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ دونوں بھی روایتیں صحیح ہیں۔ "البدایۃ والنھایۃ/الجزء الرابع/قصۃ غورث بن الحارث"۔

21:اکیسواں معجزہ طبِّ نبوی:

نبی اکرم ﷺ نے طبِّ نبوی کے طور پر علاج کے لیے کئی ایک نسخے بیان کیے ہیں لیکن اس میں سے چالیس نسخوں کا ذکر مھدی رزق اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، اس میں سے ایک نسخہ میں بیان کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے کہا کہ ہندوستان میں ایک پودا پایا جاتا ہے اس کا نام ہے " العود الھندي" یا "القسط الھندی"

عن أُمّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى مَا تَدْغَرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا: ذَاتُ

الْجَنْبِ، يُرِيدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ، قَالَ: وَهِيَ لُغَةٌ.

ترجمہ: ام قیس بنت محصن جو پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اس بچے کا کوا گرنے میں تالو دبا کر علاج کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی اولاد کو اس طرح تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو عود ہندی (کوٹ) اس میں استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفاء ہے جن میں سے ایک نمونیہ بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مراد عود ہندی سے کست تھی جسے قسط بھی کہتے ہیں یہ بھی ایک لغت ہے۔ (صحیح بخاری:5718)

ان مفید جڑی بوٹیوں میں سے ایک جڑی بوٹی ہمالیہ کی چوٹی پر ملتی ہے۔ اب اللہ کے نبی ﷺ صحرا میں رہ کر ہمالیہ میں پائے جانی والی جڑی بوٹی کے بارے میں بتلا رہے ہیں، یہ اللہ کے نبی ﷺ کی نبوت اور رسالت کے سچّے ہونے کی دلیل ہے، اس جڑی بوٹی کے بہت سارے فائدے ہیں۔

طب کے نسخوں میں سے ایک نسخہ "تلبینہ" بھی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تلبینہ استعمال کرو اور اسی طریقہ سے سَتّو بھی استعمال کیا کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے تلبینہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم منہ کو صاف کرتے ہو اسی طریقہ سے تلبینہ آپ کے معدے کو صاف کر کے رکھ دے گا اور سَتّو بھی بہت فائدہ مند ہے۔ سَتّو دراصل جو کے بیج کو پیس کر (کُوٹ کر) بنایا جاتا ہے اور شہر حیدرآباد میں یہ دستیاب بھی ہے، میں نے جب اسے استعمال کیا تو اس سے بہت سارے فوائد محسوس کیے، میں نے اسے رات کے

وقت کھانے کی بجائے دن میں دودھ کے ساتھ لیا ہے جس کی وجہ سے بہت سارے پرابلم سے الحمدللہ مجھے شفاء ملی ہے۔

یہ چند باتیں تھیں جو نبی اکرم ﷺ کے بہت سارے معجزات میں سے چند معجزات سے متعلق تھیں، یہ چند باتیں نبی اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ جاننے کے لیے ضروری ہے تاکہ ہم قرآن اور صحیح حدیث کے راستے پر یقین کے ساتھ گامزن ہو سکیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو نبی اکرم ﷺ کی سیرت کماحقہ پڑھ کر قرآن اور صحیح حدیث کی روشنی میں زندگی گذارنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کو سمجھتے ہوئے اس پر اپنی زندگی میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

***